پیش لفظ

ہر حمد و ثناہ اپنے اللہ کے لیے اور بے شمار درود و سلام ہمارے نبی پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، یہ میرا دسواں شعری مجموعہ ہے اور شاید آخری مجموعہ ہو کیونکہ اب مزید میرے لیے لکھنا اور چھپوانا ناممکن ہے، پہلے ہی کافی لوگوں ں کا ادھار ہے۔ میں نے جو شاعری کی یہ نہ تو شہرت کے لیے تھی اور نہ دولت کے لیے اس کے پیچھے ایک تو فطری میلان تھا دوسرا کچھ لوگ مجھے لکھنے سے روکنا چاہتے تھے میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ نہ میں نے ان کی خواہش پر شاعری شروع کی اور نہ ان کی خواہش پر چھوڑ سکتا ہوں۔

میری زندگی کی کہانی بہت طویل بھی ہے اور دکھوں سے عبارت بھی۔ اگر زندگی نے وفا کی تو پوری کہانی لکھوں گا جس میں بہت سے لوگوں کے چہروں سے نقاب بھی اتریں گے۔ یہاں مختصراً بیان کرتا چلوں کہ میں پندرہ برس کی عمر میں انگلینڈ چلا آیا کچھ عرصے بعد میری شادی ہوگئی۔ ہمارے گھر کوئی اولاد نہ ہوئی پھر بھی ہم میاں بیوی اتفاق سے رہتے رہے۔ شادی کے اٹھارہ برس بعد میرے گردے ختم ہوگئے اس بیماری کے عرصے میں میری شریک حیات نے میری بہت خدمت کی۔ 1999ء میں مجھے گردہ مل گیا اور الحمداللہ میں صحت مند زندگی گزار رہا ہوں۔ میں نے ریڈیو اور ٹی وی پر شاعری سنانا شروع کر دی۔ دوست اور دشمن سب یہ کہتے کہ محمد اصغر کی زندگی کتنی خوشحال ہے اور میں خود بھی اپنی زندگی پر رشک کرتا۔

شعری سفر اور کتابوں کی اشاعت کے مرحلوں میں بہت سے دوستوں نے میری حوصلہ افزائی کی اور تعاون کیا میں نے اپنی کتابوں میں ان کا ذکر کیا ہے ان سب کا ممنون ہوں ۔لیکن خاص طور پر میں جناب پروفیسر منیر احمد یزدانی اور جناب پروفیسر ارشد محمود کا احسان مند رہوں گا جن کے بھر پور تعاون اور رہنمائی سے میں اپنے شعری سفر میں کامیابی سے ہمکنار ہوا ۔اس کے علاوہ جناب عبدالمتین ملک اور محمد عرفان ذاکر کا بھی بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے میری کتابوں کی کمپوزنگ اور طباعت میں میرے ساتھ تعاون کیا۔اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔آمین

آپ کی دعاؤں کا محتاج

محمد اصغر مہر پوری

مجھے فقط اپنے اللہ کا سہارا ہے

مجھے فقط اپنے اللہ کا سہارا ہے
اس کے سوا کوئی نہ آسرا ہے

وہی آقا وہی داتا وہی دستگیر
وہی ہے جسے مشکل میں پکارا ہے

اللہ کا در چھوڑ کر غیر سے امیدیں
دورِ حاضر میں یہ حال ہمارا ہے

اپنے ربّ کا کوئی شریک ٹھہراؤں
اصغؔر کو یہ بات کب گوارا ہے

ہم نے اسے غلاف میں چھپا رکھا ہے
جس قرآن کو اللہ نے ہدایت کے لیے اتارا ہے

سب جہانوں کے لیے رحمتہ اللعالمین آپؐ ہیں

سب جہانوں کے لیے رحمتہ اللعالمین آپؐ ہیں
کفار جن کے پاس امانتیں رکھتے وہ امین آپؐ ہیں

دنیا بھر میں حسنِ یوسفؑ کے بڑے چرچے تھے
مگر دنیا کے مردوں میں سب سے حسین آپؐ ہیں

آپؐ کی زندگی امت کے لیے اُسوۂ حسنہ ہے
اللہ کے بعد سب انبیاء سے بہترین آپؐ ہیں

خدا سے انسان کو اچھی امیدیں بندھانے والے
بندے کو اللہ سے ملانے والے اہل یقین آپؐ ہیں

اسلام میں کسی اور ہستی کی بات نہیں چلتی
کیوں کہ ہمارے مذہب کے بانی دین آپؐ ہیں

اے وطن تیرے تابعدار ہیں ہم

اے وطن تیرے تابعدار ہیں ہم
دشمنوں کے لیے تلوار ہیں ہم

انکساری مومن کا شیوہ ہے
ارضِ پاک کے خاکسار ہیں ہم

جامِ شہادت جو ہنس کر پی لیں
تیرے ایسے جاں نثار ہیں ہم

سر کٹ تو سکتا ہے جھکتا نہیں
کچھ ایسے بہادر شہسوار ہیں ہم

وقت آنے پہ دنیا کو دکھا دیں گے
کہ تیرے کتنے وفا دار ہیں ہم

ایک بار کوئی ایسا موقع تو آئے
ہر آزمائش کے لیے تیار ہیں ہم

سنو جاناں!

جب میری یاد آنے لگے

جب دل گھبرانے لگے

جب شام کے سائے چھانے لگیں

جب چڑیاں چہچہانے لگیں

جب آکاش پہ چاند جگمگانے لگے

جب ستارے ٹمٹمانے لگیں

تم آسماں کی سمت دیکھنا

چاند میں میرا چہرہ ہوگا

جو تمہیں دیکھ کر مسکرا دے گا

......☆......

غزلیات

کیا بتائیں تیرے بن کیسی حالت ہے
اب زندگی میں خلوت ہی خلوت ہے

ملنے نہیں آتے تمہیں یہ شکایت ہے
مگر اب ملنے کی کوئی نہ صورت ہے

میرے من میں صرف تیری مورت ہے
مجھے اور کسی کی نہ ضرورت ہے

حور پریاں جسے دیکھ کر رشک کریں
میری نظر میں تُو اتنی خوبصورت ہے

بات بات پہ مجھ سے تُو روٹھا نہ کر
بزرگوں نے کہا اتفاق میں بڑی برکت ہے

نہ جانے تم کب پھول چڑھانے آؤ گے
انتظار میں میرے ارمانوں کی میت ہے

......☆......

جس یار سے ہماری یاری ہے
اسی سے ملنے میں دشواری ہے

ہمارے درمیاں کوئی نہ بیزاری ہے
جدائی میں دل پہ چلتی آری ہے

مسافر دنیا میں آتے ہیں جاتے ہیں
یہاں سب کی اپنی اپنی باری ہے

اس سے ملنا شاید میرا مقدر نہیں
ابھی تک ہم نے ہمت نہ ہاری ہے

اک دوجے کو ہمیشہ خوش رکھنا
یہ ہم دونوں کی برابر ذمہ داری ہے

محبت کا وہ بھی بڑا پرانا کھلاڑی ہے
ہماری جانب سے دل جیتنے کی تیاری ہے

......☆......

ستمگر لوگ توڑ جاتے ہیں کھلونا دل کا
میں دیکھ نہیں سکتا کبھی رونا دل کا

اک پیاری صورت کو میں دل دے بیٹھا
مجھے نہیں بھولے گا اس سے لگانا دل کا

اس میں کسی کا کوئی کمال نہیں جاناں
مقدر کی بات ہے کسی سے مل جانا دل کا

اب کہیں اس کا نام و نشاں نہیں ملتا
بجلیوں نے جلا دیا ہے آشیانہ دل کا

مجھے اور کہیں نہ ڈھونڈنا دوستو
اب ان کے دل میں ہے ٹھکانہ دل کا

ہمارا پیار مر کر بھی نہ مٹ سکے گا
کچھ ایسا ہے ان سے یارانہ دل کا

......☆......

عنوان عشق پہ ایک کتاب لکھ رہا ہوں
جس میں محبت کے آداب لکھ رہا ہوں

کیسے گزرتے ہیں تیرے بن یہ دن
آج ان کے عتاب لکھ رہا ہوں

کیسے ملن سے قبل ہم جدا ہوئے
اس کا ایک پورا باب لکھ رہا ہوں

کتنے حسیں تاج محل بنائے تھے
کیسے ٹوٹے وہ خواب لکھ رہا ہوں

کانٹوں کی سیج پہ گزری ہے زندگی
آج ان کانٹوں کو گلاب لکھ رہا ہوں

دردِجدائی ، دردِتنہائی ، دردِآشنائی
اپنی زندگی کا نصاب لکھ رہا ہوں

......☆......

۞

جب بھی اسے اپنا حال دل سنایا ہے
اس سے کوئی جواب نہ پایا ہے

ہم نے جسے بھی دوست بنایا ہے
وہی کچھ دنوں میں ہوا پرایا ہے

جس یار نے میرا پیار بھلایا ہے
اسی کی یاد دل کا سرمایہ ہے

جسے زمانے بھر کی خوشیاں دیں
اسی نے جدائی دے کر رلایا ہے

دل کے تار غم کی دیمک چاٹ گئی
کوئی خوشی کا گیت نہ گایا ہے

جو ایک بار ہماری نظر سے گر گیا
زندگی بھر اس سے ہاتھ نہ ملایا ہے

......☆......

میری نظر میں ہے ایک ایسی مہ جبیں
جس کے سوا مجھے کچھ نظر آتا نہیں

نہ جانے وہ حسینہ کہاں سے آئی ہے
اس جیسی دوشیزہ کہیں دیکھی نہیں

اس کی آنکھیں جب مجھ سے ملتی ہیں
ان کی گہرائی میں ڈوب جاتے ہیں وہیں

جس دن وہ میرا حال پوچھ لیتی ہے
خوشی کے مارے شب بھر سوتے نہیں

تصور میں جب اسے سیر کو لے جاتا ہوں
پھر میں چلا جاتا ہوں کہیں سے کہیں

ایسی حسیں کو ہم سے پیار ہو سکتا ہے
ہمیں تو اس بات کا یقیں آتا ہی نہیں

......☆......

ہجر میں رو رو کر برا حال ہوا ہے
پھر بھی نہ ان سے وصال ہوا ہے

ہماری محبت پہ عروج آیا نہ تھا
اس سے قبل نازل زوال ہوا ہے

ناکام محبت کے طعنے سن سن کر
ہم دونوں کا جینا محال ہوا ہے

جس کی ذات میں کھوئے رہے
وہی ہم سے بے خیال ہوا ہے

اس کا غم میری خوشی ہے
محبت میں یہ کمال ہوا ہے

تجھ سے مل کر سرور میں رہتا ہوں
تجھ سے دور رہ کر رنجور میں رہتا ہوں

تیری آنکھوں کی مستی کو دیکھ کر
ہر گھڑی ہر پل مخمور میں رہتا ہوں

تیری ذات سے ہے اب پہچان میری
پہلے گمنام تھا اب مشہور میں رہتا ہوں

تیری یاری پہ مجھے بڑا مان ہے
پھر بھی ہو کے نہ مغرور میں رہتا ہوں

دیوانے لوگوں کے ساتھ رہ کر بھی
سدا ہو کر باشعور میں رہتا ہوں

دل میں اک حسیں صورت کو بسایا ہے
اس کی اُلفت ہی اب میرا سرمایہ ہے

ہم نے جب بھی کسی کا پیار پایا ہے
چاہت کا سکھ کبھی نہ راس آیا ہے

اس دوست سے ہمیں خوشیاں ملیں
اوروں نے کئی سال ہمیں رلایا ہے

پیار کے سودے میں گھاٹا نہیں ہوا
ایک یار کھو کر دوسرے کو پایا ہے

اصغؔر کے وہ یار بھی سدا خوش رہیں
جنہوں نے ہمیں خون کے آنسو رلایا ہے

وہ ہماری محبت میں کامیاب ہوتے جا رہے ہیں
ہم ان کی چاہت میں خراب ہوتے جا رہے ہیں

ہم نے بھی پیار میں کوئی خوشی دیکھی تھی
ہمارے لیے وہ لمحے خواب ہوتے جا رہے ہیں

دنیامیں کوئی کسی کے دکھ درد نہیں بانٹتا
درد مند لوگ دنیا میں نایاب ہوتے جا رہے ہیں

اک دل پہ قبضہ جمانے کی جدوجہد جاری ہے
محبت کی جنگ میں فتح یاب ہوتے جا رہے ہیں

تیری شاعری میں نکھار آتا جا رہا ہے اصغرؔ
تیرے اشعار بڑے لاجواب ہوتے جا رہے ہیں

اپنے سر پہ عشق کا بھوت طاری ہے
مگر زیست میں بڑی سوگواری ہے

ایک دن زندگی میں خوشیاں آئیں گی
اپنے دل میں اس بات کی امید واری ہے

دنیا میں ہم جہاں کہیں بھی چلے جائیں
وہیں پہ دھوکہ بازی ہے مکاری ہے

اجالوں کی تلاش میں گھر سے نکلے
لیکن تاریکی قسمت میں ہماری ہے

جس محبوب سے میرا ملن نہ ہو سکا
اس کی جدائی سے اب میری یاری ہے

میں اس کی ہستی میں رہتا ہوں
اس کی چاہ کی مستی میں رہتا ہوں

بلندی سے انسان بڑا برا گرتا ہے
اسی لئے میں پستی میں رہتا ہوں

جہاں خوشیوں کے سوا کچھ نہیں
اسی لیے خوابوں کی بستی میں رہتا ہوں

اپنی حسرتوں کو پار لے جانا ہے
بناتا کاغذ کی کشتی میں رہتا ہوں

وہ ایک خرد مند میں اس کا دیوانہ
بن کر اس کا ودھیارتی میں رہتا ہوں

یار بڑا سنگدل ہے
کہتا ہے تو بزدل ہے

سارا دن کھِلا رہتا ہے
ایسا تازہ کنول ہے

بھنور میں ہے کشتی
بڑی دور ساحل ہے

یار تو بڑا فلسفی ہے
مگر یہ بندہ جاہل ہے

گھبرانے کی بات نہیں
اپنی جوڑی مکمل ہے

ان کے جور و جفا کو کرم سمجھتے ہیں
ہم خوشی دیں وہ اسے غم سمجھتے ہیں

وہ اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے
مگر ہم کئی سالوں سے انہیں اپنا صنم سمجھتے ہیں

اپنی تو ہر بات کا بڑا چرچا کرتے ہیں
لیکن حق بات وہ ذرا کم سمجھتے ہیں

محبت میں جو بھی چوٹ لگتی ہے
اسے زخموں کا مرہم سمجھتے ہیں

چاند کی طرح کہاں چھپے رہتے ہو
کیا راز ہے یہ بات نہ ہم سمجھتے ہیں

اے مصور اس مورت کو نہ تراش
بے قدر اسے کر دیں گے پاش پاش

باپ کی دولت وراثت میں کیا ملی
اس نے بنا ڈالا بیٹے کو عیاش

آج میں بھی پردیس میں نہ ہوتا
جو مجھے ہوتی نہ تلاشِ معاش

تیری جدائی کی ملی یہ سوغات
دل پہ آئی ہے چھوٹی سی خراش

اصغؔر دیوانے کو اس سے کیا غرض
شہر گاؤں یا دشت میں ہو رہائش

ہماری آستینوں میں سانپ رہتے ہیں
یہ بات سوچ کر ہم کانپ جاتے ہیں

اصغؔر اب اتنے نادان نہیں رہے
اب ہم لوگ انہیں بھانپ لیتے ہیں

ہم جن کو دعائیں دیتے رہتے ہیں
وہی ہمیں برے شراپ دیتے ہیں

ہمیں جس دل میں جگہ ملے
وہاں لگا اپنی چھاپ دیتے ہیں

ہم ابھی بسترِمرگ پہ ہیں ، وہ
درزی کو کفن کا ناپ دیتے ہیں

میرے دل کا روگ بڑھانے لگے ہیں
چوری میرے دل میں آنے لگے ہیں

نہ جانے مجھ جیسے بھلے مانس پہ
وہ کیوں اتنا رعب جمانے لگے ہیں

چل دلِ ناداں ہم دونوں کہیں پناہ لیں
سر پہ غم کے بادل چھانے لگے ہیں

میری نظر سے وہ بہت دور رہتے ہیں
مگر میرے خیالوں میں آنے لگے ہیں

اصغؔر کسی دل کی قدر نہیں کرتا
یہ بات سب کو سمجھانے لگے ہیں

میں نے پوچھا یہ پیار و محبت کیا ہے
جواب آیا یہ سب میرے ربّ کی عطا ہے

میں نے پوچھا یہ بجلی کیوں گرجی ہے
جواب آیا تم سے کوئی بہت خفا ہے

میں نے پوچھا عشق کے مرض کا علاج
جواب آیا اس بیماری کی کوئی نہ دوا ہے

میں نے پوچھا تو میرے دل کی صدا ہے
جواب آیا یہی تمہاری سب سے بڑی خطا ہے

میں نے پوچھا کیا کوئی آخری خواہش ہے
جواب آیا تُو میرا ہو جائے یہی دعا ہے

جب کبھی رم جھم برسات برستی ہے
میری روح تجھے ملنے کو ترستی ہے

تیری تصویر سے جب باتیں کرتا ہوں
وہ بھی میری باتیں سن کر مچلتی ہے

تیری بلوری آنکھوں کی جو شوخی ہے
وہ کچھ اور نہیں میرے پیار کی مستی ہے

میں تجھے کیسے بھول سکتا ہوں جانم
تیرے پیار کی شمع دل میں جلتی ہے

محبت کرنے والے امر ہو جاتے ہیں
جب جب ظلم کی آندھی چلتی ہے

ان کے ہجر میں آنسو پیتا رہتا ہوں
اپنے زخموں کو سیتا رہتا ہوں

جس دن سے میرا دل ٹوٹا ہے
اس دن سے چپ چپتا رہتا ہوں

یہ کسی کی دعاؤں کا اثر ہے
جو مر مر کے جیتا رہتا ہوں

مجھے دنیا کی خبر نہیں ہوتی
اس کے خیالوں میں کھویا رہتا ہوں

دل میں نئی امنگیں جاگتی ہیں
مگر میں رات بھر سویا رہتا ہوں

جب ان سے ملاقات ہو جاتی ہے
پیار بھری کوئی بات ہو جاتی ہے

اس کے خیالوں میں کھویا رہتا ہوں
پتہ نہیں چلتا اور رات ہو جاتی ہے

ایسی انمول یادوں کے سہارے
بسر ہماری حیات ہو جاتی ہے

دل میں حسرتیں پلتی رہتی ہیں
مگر زندگی نذر حالات ہو جاتی ہے

جب وہ میرے تصور میں آتے ہیں
آنسوؤں کی برسات ہو جاتی ہے

میرا دل جس دلبر کا دیوانہ ہے
وہی میری چاہت سے بیگانہ ہے

اب کی بار جب وہ ملنے آئے گا
سینہ چیر کر دل اسے دکھانا ہے

اصغرؔ کی محبت کا یقین کر لے
فقط اتنا ہی تجھے سمجھانا ہے

محبت کا بخت ہی کچھ ایسا ہے
ازل سے ہی اس کا دشمن زمانہ ہے

محبت میں اتنے زخم ملے اصغرؔ
زندگی بھر کسی سے دل نہ لگانا ہے

اک حسیں دلربا پہ مرتا ہے دل
اس سے بے حد پیار کرتا ہے دل

جب کبھی سامنے آ جاتی ہے
اسے دیکھتے ہی دھڑکتا ہے دل

وہ جب مجھ سے بات کرتی ہے
اس کی آواز سن کر مچلتا ہے دل

جس روز مجھ سے ملنے نہیں آتی
پھر کوئلے کی طرح جلتا ہے دل

اب تو میرے دل کا یہ عالم ہے
اب دن رات آہیں بھرتا ہے دل

دنیا کی نظر میں وہ میری جانی دشمن ہے
حقیقت میں وہی میرے دل کی دھڑکن ہے

وہ ہر پل میری نظر کے سامنے رہتی ہے
اس کی خوشبو سے مہکتا میرا تن من ہے

اپنی ہر ادا پہ جو آج بہت غرور کرتی ہے
میرے سخن نے نکھارا اس کا حسن ہے

اس کے سوا کسی کا تصور نہیں کر سکتا
اب فقط وہی میری شاعری کا عنوان ہے

وہ مجھ سے بے وفائی نہیں کر سکتی
اس بات پہ اصغرؔ کا پختہ ایمان ہے

ہم نے بنا لی ہے یہ عادت اپنی
خود ہی کر لیتے ہیں عیادت اپنی

دکھی لوگوں میں خوشی بانٹ کر
یوں پوری ہو جاتی ہے عبادت اپنی

کس سے اپنی بے کسی کا گلہ کریں
یہاں کوئی نہیں سنتا شکایت اپنی

وہ نہیں آئے آخری دید کو میری
کفن میں سسک رہی ہے میت اپنی

زندگی بھر چین سے جینے نہ دیا
آج مقبرہ بنا رہے ہیں تربت اپنی

اے یار کیسی کمال ہیں تیری آنکھیں
کرتی بہت سوال ہیں تیری آنکھیں

میں تصور میں تجھے دیکھ رہا ہوں
بتا دے آج کیوں لال ہیں تیری آنکھیں

مجھے ان میں سدا کے لیے قید کر لے
کسی شکاری کا جال ہیں تیری آنکھیں

نہ جانے کیسا جادو ہے تیری آنکھوں میں
میرے دل کا کرتی برا حال ہیں تیری آنکھیں

آنکھوں کی بھی اپنی ہی زباں ہوتی ہے
ملنے کا کہوں تو دیتی ٹال ہیں تیری آنکھیں

دیکھے جو اس کے گیسوئے خمدار
دل ہو گیا اس کی زلفوں میں گرفتار

اس کے حسن کی مستی نہ پوچھو
رہتا ہے انتظار کہ کب ہو گا دیدار

مجھے دفاع کا وہ موقع نہیں دیتا
میرے دل پہ وہ ایسا کرتا ہے وار

دیکھنا ایک دن ایسا بھی آئے گا
ہمارے درمیاں ہو گی نہ کوئی دیوار

آ بھی جاؤ اب اصغرؔ کو اور نہ تڑپاؤ
تمہارے سواگت کو بیٹھے ہیں تیار

وہ ستم گر جو بہت خوبصورت ہے
میری آنکھوں میں اس کی مورت ہے

اس کے دل تک رسائی حاصل کرنے کی
میری نظر میں کوئی نہ صورت ہے

ہم جس یار کا زیادہ احترام کرتے ہیں
اسی کے دل میں میرے لیے کدورت ہے

آپ سے ہمارے ستارے ملنے کے بعد
اور محبوب کی کوئی نہ ضرورت ہے

اصغؔر کو ایک بار آزما کر تو دیکھئے
یہ بندہ وفا کی جیتی جاگتی مورت ہے

میری یہ عرض سن لے میرے دلبرا
تجھے کیسے بھلاؤں دے کوئی مشورہ

بڑے میٹھے لہجے میں جو بات کرتا تھا
وہی میرا یار آج مجھ سے لڑ پڑا

تو جس روز مجھ سے ملنے آئے گا
پھول لیے استقبال کو میں ہوں گا کھڑا

میری دوستی اگر تجھے پسند نہیں
کسی خواب کی طرح مجھے بھول جا

ہم بھی تیرے ہمارا دل بھی تیرا ہے
غرور چھوڑ اصغؔر کو پیار سے گلے لگا

کیوں ایسا ظلم میرے یار کرتے ہو
جو مجھے بدنام سرِ بازار کرتے ہو

خود ہر بار مجھ سے نقد لیتے ہو
میری باری آئے تو ادھار کرتے ہو

تم سے پیار کرنے کا یہ حوصلہ پایا
جو ہمیں پاگلوں میں شمار کرتے ہو

تمہاری حرکتوں سے ایسا لگتا ہے
مجھے آج بھی بے حد پیار کرتے ہو

میری ناؤ بھنور میں گھری چھوڑ کر
میرے ساتھ ستم کیوں ہر بار کرتے ہو

دل میں کوئی نہیں ارمان پھر بھی جی رہے ہیں
دنیا میں جینا نہیں آسان پھر بھی جی رہے ہیں

ایسے جینے کو کون بھلا جینا کہہ سکتا ہے
جسم میں نہیں پران پھر بھی جی رہے ہیں

زندگی کا ہر راستہ ہے دشت جیسا بیاباں
تنہا جینا نہیں آسان پھر بھی جی رہے ہیں

ہم خالی ہاتھ آئے تھے خالی ہاتھ جانا ہے
ساتھ ہے نہیں سامان پھر بھی جی رہے ہیں

سونی پڑی ہیں دکھی دل کی سنسان گلیاں
آتا نہیں کوئی مہمان پھر بھی جی رہے ہیں

جو کوئی نیکی نہیں کرتے زندگی میں
وہ کیا جانیں کیا مزہ ہے بندگی میں

ساری دنیا انہیں تاریک نظر آتی ہے
کوئی نہیں آتا جن کے دل کی گلی میں

اسے دیکھے بنا ہم گھر لوٹ آئے ہیں
جس کی دید کی خاطر گئے تھے بستی میں

بے حس دنیا میں سب مطلبی یار ملے
ہمیں دکھ ہی دکھ ملے دوستی میں

جیتے جی جو کبھی ملنے نہ آ سکے
آج وہی شریک ہیں میری برسی میں

اک عجب حادثہ ہونے لگا ہے
میرا دل الفت میں کھونے لگا ہے

ظالم کو وصل کی عرضی دے بیٹھا
اب اس کے ہجر میں رونے لگا ہے

انجانے میں چاہت کا روگ لگا بیٹھا
وہ دل میں سویاں چبھونے لگا ہے

دیکھنا یہ شجر پیار کا ثمر دے گا
جو بیج آج تو بونے لگا ہے

رات بھر اصغرؔ ستارے گنتا رہا
پُو پھوٹتے ہی سونے لگا ہے

ہم سمجھے تھے کہ اغیار بیٹھے ہیں
آپ کی محفل میں سب یار بیٹھے ہیں

کسی کو گیت کسی کو غزل سنانی ہے
سب کے سب ہو کر تیار بیٹھے ہیں

جن کی باتیں دل کو چھو لیتی ہیں
یہاں ایسے بھی دو چار بیٹھے ہیں

جو ہم کو مد مقابل نہ سمجھتے تھے
آج بن کر سایہ دیوار بیٹھے ہیں

ہمیں تو غم دوراں نے ستایا ہے
آپ کیوں ہو کر سوگوار بیٹھے ہیں

میرا دل چرانے والے بتا تو کہاں رہتا ہے
مجھے بھی وہیں بلا لے تو جہاں رہتا ہے

ایک دن اسے میری حالت پہ رحم آئے گا
جانے کیوں دل میں ایسا گماں رہتا ہے

خیالوں میں جب کبھی تو چلا آتا ہے
میری زندگی کا سہانا سماں رہتا ہے

تمہیں دل کی آنکھوں سے دیکھ کر
ہم جان لیتے ہیں تو کہاں رہتا ہے

اصغؔر کی روح کو سکوں کہاں
درپیش ہر دم غمِ دوراں رہتا ہے

ان کی دوستی سے ڈرتا ہے دل
پھر بھی انہی سے پیار کرتا ہے دل

انہیں تو اس بات کا علم ہی نہیں
ان کی محبت کا دم بھرتا ہے دل

وہ جب کبھی سامنے آجاتے ہیں
سو کی رفتار پہ دھڑکتا ہے دل

ان سے کہیں جدا نہ ہو جائے
یہ بات سوچ کر گھبراتا ہے دل

مجھ سے یہ بیگانہ ہوا جاتا ہے
اب اصغؔر کے ہاتھ نہ آتا ہے دل

میرا دل ان کی نظر میں ایک کھلونا ہے
وہ نادان کیا جانیں یہ تو کھرا سونا ہے

دل کی چوری کا ہم کیوں فکر کریں
جو اپنے مقدر میں ہے وہ تو ہونا ہے

اس کی ہر ادا میں کچھ ایسی مستی ہے
کچھ ایسی اداؤں کا میرا دل دیوانہ ہے

اپنا یہ دل ان کی راہوں میں بچھا کر
سچا پیار کیا ہے ساری دنیا کو دکھانا ہے

وہ اس حقیقت سے اچھی طرح آگاہ ہیں
کہ اصغرؔ کا دل ان کا عاشق پرانا ہے

جس کے ہجر کا ملال کر رہا ہوں
اسی سے امید وصال کر رہا ہوں

میری طرح وہ بھی تو روتا ہو گا
جیسے میں آنکھیں لال کر رہا ہوں

اسی کی سوچوں میں ڈوبا رہتا ہوں
ہر گھڑی اسی کا خیال کر رہا ہوں

آج کسی کا حسیں چہرہ دیکھ کر
میں یاد اس کا جمال کر رہا ہوں

کوئی جا کے اس بے خبر سے کہہ دے
راتوں کو رو رو کر برا حال کر رہا ہوں

کچھ اس طرح سے گزرتی ہیں میری راتیں
چاند ستاروں سے کرتا رہتا ہوں تیری باتیں

ہم تو مر کر بھی نہ انہیں بھلا پائیں گے
آج بھی یاد ہیں وہ محبت بھری ملاقاتیں

نہ جانے ہم پہ کب تلک ہوتی رہیں گی
ان کی پیار بھری نظروں کی سوغاتیں

اب تو وہ ہم سے کچھ خفا سے رہتے ہیں
نہ وہ مروتیں ہیں نہ پہلے سی چاہتیں

یہ اصغرؔ کو کبھی تنہا نہیں ہونے دیتیں
میرے ساتھ رہتی ہیں یادوں کی باراتیں

اپنے پاس اس کی کوئی نشانی نہیں ہے
اب کوئی میرے من کا دل جانی نہیں ہے

کون یہاں میرا حبیب کون میرا رقیب ہے
اس راز کی اصل حقیقت پہچانی نہیں ہے

دنیا میں بڑے نادان ہوتے ہیں وہ لوگ
جنھوں نے عشق کی حقیقت مانی نہیں ہے

تیری دوستی میں کتنے ہی سال بیتے
اتنی مدت کے بعد بھی یہ پرانی نہیں ہے

تم کیا سمجھ کر قبضہ جمائے بیٹھے ہو
کیا اصغرؔ کے دل کا کوئی بانی نہیں ہے

میں اس سے ملنے کو بے تاب رہتا ہوں
پیتا جس کے نینوں کی شراب رہتا ہوں

جدائی ہماری محبت کا مقدر بنی ہے
دیکھتا اس سے ملن کے خواب رہتا ہوں

جس گلی میں وہ نقل مکانی کرکے آئے
ان کے پڑوس میں میں بھی جناب رہتا ہوں

کئی پیارے لوگ جھوٹا پیار جتاتے رہتے ہیں
اسی طرح ہر روز میں ہوتا خراب رہتا ہوں

وہ مجھ پہ مرتی ہے بے حد پیار کرتی ہے
اس کی آنکھوں میں بن کر سراب رہتا ہوں

جو لوگ کسی کے دیوانے ہوتے ہیں
ان کی زندگی میں ویرانے ہوتے ہیں

نئے دوستوں سے ہمیں پیار ہے
مگر بڑے پیارے یار پرانے ہوتے ہیں

محبت میں وہی ترقی کرتے ہیں
جن کے پاس بہت بہانے ہوتے ہیں

پیار سے پیٹ کی بھوک نہیں مٹتی
جینے کے لیے پیسے کمانے ہوتے ہیں

جو حلال کی روٹی کما کر کھاتے ہیں
ان کی راتیں روشن دن سہانے ہوتے ہیں

اپنے ساتھ یادیں بے شمار لیے پھرتا ہوں
سر پہ ان سب کا بار لیے پھرتا ہوں

عشق کے اسرار و رموز عیاں کر بیٹھا
اب راہوں میں صلیب و دار لیے پھرتا ہوں

ہم دیوانے جیتے مرتے ہیں عشق کی خاطر
میں اپنی ہتھیلی پہ اپنا سر لیے پھرتا ہوں

اس سے وصل کی خاطر گھر سے چلا آیا
ملن ہو نہ سکا ہجر کا آزار لیے پھرتا ہوں

اس کی چاہت کے گوہر کوئی چرا نہ لے
اصغؔر جیسا پہرے دار ساتھ لیے پھرتا ہوں

کچھ اس طرح سے پیار کا جرمانہ ادا کر رہا ہوں
وہ خوشی سے جیتے ہیں میں غم سے مر رہا ہوں

ہم اہل وطن طوفانوں سے کبھی گھبراتے نہیں ہیں
کون کہتا ہے میں عشق کے انجام سے ڈر رہا ہوں

تو اصغؔر کی شمع ہے اور وہ تیرا پروانہ
یہ کوئی نئ بات نہیں جو تجھ پہ مر رہا ہوں

شہر کے لوگ بھی مجھے تیرا دیوانہ کہتے ہیں
سبھی کہتے ہیں کیوں خود کو بدنام کر رہا ہوں

میں نے اپنی ساری زندگی تیرے نام کر دی جانم
اب تیرے نام کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر رہا ہوں

میرے اشعار میں ذرا بناوٹ نہیں ہوتی
الفاظ میں مصنوعی سجاوٹ نہیں ہوتی

کسی سے ایسی محبت کرنے کا کیا مزہ
جس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی

میں ہر کسی سے احترام سے ملتا ہوں
میرے خلوص میں ملاوٹ نہیں ہوتی

شاید وہ مجھ کو بھولتے جا رہے ہیں
اب دل میں کوئی آہٹ نہیں ہوتی

اس کی سوچوں میں گم رہتا ہوں
اب میرے ہونٹوں پہ مسکراہٹ نہیں ہوتی

گھر سے نکلا تھا کرنے سیر میں
بھولے سے آگیا تیرے شہر میں

شاعری سے کرتا ہوں پیار میں
اشعار لکھتا رہتا ہوں ہر بحر میں

خود مصائب میں گھرا رہتا ہوں
ربّ سے مانگتا تیری خیر میں

میرے حوصلے کی داد تو دے
جو جی رہا ہوں تیرے بغیر میں

مجھے بھی کبھی یاد کر لینا دوست
تیرے ساتھ رہوں گا غم دہر میں

رونے نہیں دیتا مسکرانے نہیں دیتا
یہ دل کسی سے آنکھ ملانے نہیں دیتا

ظالموں کے ستم مسکرا کر سہتا رہتا ہے
نادان مجھے آنسو بھی بہانے نہیں دیتا

اپنی خیالی دنیا میں کھویا رہتا ہے
کسی کو اپنے پاس آنے نہیں دیتا

اس طرح زندگی کیسے گزرے گی
کوئی سچ بات سمجھانے نہیں دیتا

ہر بھید اس کے سامنے کھول دیتا ہے
اس کا پیار اصغؔر کو چھپانے نہیں دیتا

بادِ صبا اس کے رخساروں سے کھیلتی ہے
وہ ہر پل میرے دل کے تاروں سے کھیلتی ہے

میری جب بھی اس کے حسن پہ نظر پڑتی ہے
میری آنکھ اس کے نظاروں سے کھیلتی ہے

پردوں کی اوٹ سے جب مجھے دیکھتی ہے
پھر میرے ساتھ وہ اشاروں سے کھیلتی ہے

یہ جانتے ہوئے بھی کہ دنیا ہماری دشمن ہے
نہ جانے کیوں وہ شراروں سے کھیلتی ہے

تیری دنیا کا یہ کیسا انوکھا دستور ہے مولا
جو ہم درد کے ماروں سے کھیلتی ہے

محبت کا روگ دل کو لگا بیٹھے ہیں
انجانے میں میٹھا زہر کھا بیٹھے ہیں

ویسے تو وہ میرے دل کے قریب ہیں
محفل میں ہم سے دور جا بیٹھے ہیں

درد کے مارے رات بھر نیند نہیں آتی
ان کو پنڈلی کی مچھلی کھلا بیٹھے ہیں

جس کو سناتا ہوں اپنی تازہ غزل
وہی کہتا ہے اسے پہلے سنا بیٹھے ہیں

دنیا بھر میں دھکے کھانے کے بعد
ان کے گھر کے سامنے جا بیٹھے ہیں

تیری تلاش میں نگر نگر پھرتے ہیں
جیسے ایڈ کے لئے صدر پھرتے ہیں

ہم نے کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا تجھے
تیری جستجو میں گھر گھر پھرتے ہیں

ایسے بھٹکتے پھرتے ہیں صحرا میں
جیسے بھٹکے ہوئے مسافر پھرتے ہیں

دیوانوں سی حالت بنا کر ہم لوگ
گلی گلی ہو کے دیدہ تر پھرتے ہیں

اب لوگ خانہ بدوش کہنے لگے ہیں
اب ہم صورت بے گھر پھرتے ہیں

کبھی اندھیروں کبھی اُجالوں میں آتا ہے
کبھی خوابوں میں کبھی خیالوں میں آتا ہے

محفل میں میرا نام سننے کی دیر ہوتی ہے
پھر سرخ رنگ اس کے گالوں میں آتا ہے

میں پیار سے اسے حسن کی رانی کہتا ہوں
اس کا پہلا نمبر زہرہ جمالوں میں آتا ہے

ہمارے نام سے کوئی دھوکہ نہ کھا بیٹھے
اب ہمارا نام بھی دل والوں میں آتا ہے

زندگی بھر ٹھوکریں کھانے کے بعد اصغؔر
اب نہ بے وفاؤں کی چالوں میں آتا ہے

ہم پہ ستم اتنا زیادہ نہ کرنا
بچھڑنے کا کبھی ارادہ نہ کرنا

سبھی قسمیں توڑ کر جانے والے
کسی اور سے جھوٹا وعدہ نہ کرنا

محبت کے رشتے نازک ہوتے ہیں
پیار میں کوئی معاہدہ نہ کرنا

دل کا پنچھی قفس میں رکھنا
کبھی آزاد یہ پرندہ نہ کرنا

پیار کرنے والوں کا ساتھ دینا
تم کسی کیدو کا فائدہ نہ کرنا

اس کے پیار سے اپنا دامن بچا نہ سکے
محبت کرنے کے بعد مسکرا نہ سکے

جب سے کسی کی چاہت میں کھو گئے
تب سے کچھ پی نہ سکے کھا نہ سکے

کئی لوگوں نے محبت کے ڈھونگ رچائے
وہ لوگ ہمارے دل میں جگہ بنا نہ سکے

اس کی الفت نے ہمارا بڑا برا حال کیا
ہم پھر بھی اس سے دور جا نہ سکے

ایک دن وہ سدا کے لیے ہم سے روٹھ گیا
اس جہاں سے اسے واپس بلا نہ سکے

تیرا پیار پانے کی خاطر کچھ کر جاؤں گا
اگر تو نہ ملی تو زہر کھا کر مر جاؤں گا

تو چاہے مجھ سے سیدھے منہ بات نہ کر
میں پھر بھی ہر روز تیرے گھر جاؤں گا

مجھے اگر تیری محبت کا سہارا نہ ہوگا
اس غم سے سدا کے لیے بکھر جاؤں گا

کون ہے جو مجھے تم سے ملنے کو روکے
تجھے ملنے کو اٹھا کر اپنا سر جاؤں گا

میں کسی کی دھمکیوں سے نہیں ڈرنے والا
تو گر نہ بلائے میں پھر بھی مگر جاؤں گا

محبت میں جو ہمارا امتحاں ہوا ہے
اس سے ہمارا بڑا نقصاں ہوا ہے

ہماری کوئی بات اسے بھلی لگی
ہمیں کچھ ایسا ہی گماں ہوا ہے

اس کی گلی سے جب کوچ کیا
ہمارا دل بڑا پریشاں ہوا ہے

ہم نے قیس جیسی محبت کی
اپنا بھی چاک داماں ہوا ہے

میری دوستی سے انہیں فائدہ
اصغؔر کو ان سے زیاں ہوا ہے

جس سے بھی کلام کرتی ہے
اسی کا کام وہ تمام کرتی ہے

اور لوگوں کو بدنام کرتی ہے
لیکن میرا بڑا احترام کرتی ہے

میں نے اس کا کیا بگاڑا ہے
جو میری نیندیں حرام کرتی ہے

میں اس کی ہمت کی داد دیتا ہوں
اپنے پیار کا اعلان سر عام کرتی ہے

میرا دل اور کسی کے قابو نہیں آتا
وہ ایک نظر میں غلام کرتی ہے

اس دنیا میں ہم بڑے بڑے فنکار دیکھتے ہیں
چند دنوں بعد انہیں سایہ دیوار دیکھتے ہیں

ریڈیو پہ کئی منافق بھی پارسا باتیں کرتے ہیں
ان کے پیغام کے بدلے ہم انکار کردار دیکھتے ہیں

کئی لوگوں کا کام ہے دوست بنا کر لوٹتے رہنا
ایسے شکاری ہر روز نیا شکار دیکھتے ہیں

کئی دوست مجھ سے ملتے ہیں کہتے ہیں
کئی سالوں سے تمہیں سدا بہار دیکھتے ہیں

جنہیں اپنے سوا کوئی اور نظر نہیں آتا
اس جہاں میں ایسے کئی شاعر دیکھتے ہیں

میرے سامنے وہ یار بیٹھے ہیں
جن پہ ہم اپنا دل وار بیٹھے ہیں

اس کافر کا بانکپن دیکھتے ہی
ہم اپنا معصوم دل ہار بیٹھے ہیں

آخر ہم نے خوشی کا منہ دیکھا
جب ایک عمر گزار بیٹھے ہیں

وہ ہمارے دل کے اندر بستے ہیں
ہم ان کے گھر کے باہر بیٹھے ہیں

انہیں دل دیا جنہیں اس کی قدر نہیں
اصغؔر اپنا جینا کر دشوار بیٹھے ہیں

زندگی میں دلدار بہت ملے ہیں
ان سب سے آزار بہت ملے ہیں

ہمیں جتنے بھی یار ملے ہیں
خوشی کے خریدار بہت ملے ہیں

دل پے فور سیل کا بورڈ جو لگایا
اس کے بعد خریدار بہت ملے ہیں

جن دلوں میں سکوں ڈھونڈا
خالی ان کے بازار بہت ملے ہیں

اصغؔر تو سیدھا سادہ انسان تھا
اسے لوگ ہوشیار بہت ملے ہیں

تیرے بن یہ حال ہے اپنا
تیری اور ہی خیال ہے اپنا

تیرے ہجر میں یہ حالت ہے
لگتا ہے یہ وصال ہے اپنا

خط کا جواب کیوں نہیں دیتا
اس سے یہی سوال ہے اپنا

محبوب کے بن جی رہا ہوں
اے دوست یہی کمال ہے اپنا

تقدیر سے کیا گلہ کرنا اصغؔر
اپنا ہی خریدا ہوا وبال ہے اپنا

پیار محبت تو ہے اپنی پہچان سائیں
مجھے تیری محبت پہ ہے مان سائیں

دنیا میں صرف تو میرا سانول ہے
مجھ سے بن نہ تو انجان سائیں

تو بھی کبھی ہمیں یاد کر لیا کر
تیری اور رہتا ہے اپنا دھیان سائیں

تیری جدائی میں کہیں مر نہ جاؤں
میرا اور زیادہ نہ لے امتحان سائیں

تجھے سدا کے لیے اپنا بنانے کے سوا
مرے دل کا اور نہیں ارمان سائیں

جس دن سے میری زندگی میں تو نہیں رہی
اس دن سے مجھے جینے کی آرزو نہیں رہی

رفتہ رفتہ وہ مجھے بھولتے جا رہے ہیں
انہیں یاد کرنے کی ہماری بھی خو نہیں رہی

میں ریزہ ریزہ ہو کر بکھر چکا ہوں جانم
اب کون سمیٹے گا مجھے جب تو نہیں رہی

میرے اشعار بھی مجھے اچھے نہیں لگتے
اب ان میں تیرے پیار کی خوشبو نہیں رہی

باری باری مرتی رہیں میری آرزوئیں
اب کوئی خواہش کوئی جستجو نہیں رہی

جو لوگ میری طرح درد کے مارے ہوتے ہیں
انہیں اپنے غم خوشیوں سے پیارے ہوتے ہیں

جو لوگوں کو میرا مولا زندگی بھر آزماتا ہے
وہی لوگ اسے اوروں سے پیارے ہوتے ہیں

ہم انہیں اپنے گناہوں کا کفارہ سمجھتے ہیں
اس دنیا میں ہمیں جتنے کفارے ہوتے ہیں

غم کے طوفاں میں بھی حوصلہ نہیں ہارتا
اس پل بھی میری نظر میں کنارے ہوتے ہیں

زندگی ان کی بھی خوشگوار ہوتی ہے
جنہیں فقط اپنے اللہ کے سہارے ہوتے ہیں

مولا کسی کو ایسی کڑی سزا نہ دے
کسی کو دوست کوئی بے وفا نہ دے

جو ساری عمر برائیوں میں گزرے
کسی کو ایسی زندگی میرا خدا نہ دے

زیست غم کے طوفاں میں گھری ہے
کہیں یہ مجھے تم سے کر جدا نہ دے

روٹھے یار کے در سے کہیں نہ جاؤں گا
جب تک مجھے دیکھ کر مسکرا نہ دے

اپنے محبوب سے بات بنائے رکھ اصغؔر
یہ نہ ہو کہ وہ تجھے بھلا نہ دے

لوگ ہم سے نگاہیں بدلتے رہتے ہیں
ہم یادوں کے سہارے چلتے رہتے ہیں

زندگی میں جتنے بھی مصائب آتے ہیں
وہ ہمارے حوصلے بڑھاتے رہتے ہیں

غم کی بارش ہو یا خوشیوں کی برساتیں
ہم دیوانے ہر حال میں مسکراتے رہتے ہیں

ان لوگوں کے لیے ہم اک زندہ مثال ہیں
جو بات بات پہ آنسو بہاتے رہتے ہیں

ایک ہی محبوب کے ہو کر رہتے ہیں
وہ نہیں جو سب سے نین ملاتے رہتے ہیں

میرا محبوب جو خیالی ہے
وہی دل کے باغ کا مالی ہے

اس کے سوا کوئی جچتا نہیں
دل اسی کے در کا سوالی ہے

کیسے اسے کوئی خوشی دوں
میرا اپنا دامن ان سے خالی ہے

جس نے میرا دل بیگانہ کر دیا
وہ حسینہ بڑی ہمت والی ہے

رات بھر کروٹیں لیتا رہتا ہوں
میری نیند اسی نے چرا لی ہے

تیرے آنے کی امید لگائے بیٹھے ہیں
راہ میں سرخ قالین بچھائے بیٹھے ہیں

تیرے آنے کی خوشی میں اے دوست
جذبات دل میں ہلچل مچائے بیٹھے ہیں

ہمیں دیکھتے ہی تیرا چہرہ کھل اٹھے
اپنے لبوں پہ مسکان سجائے بیٹھے ہیں

کئی دنوں سے تیرا حال نہ پوچھ سکے
اسی لیے ہم لوگ شرمائے بیٹھے ہیں

اصغرؔ کی پہچان میں تجھے دقت نہ ہو
کالر میں سرخ گلاب لگائے بیٹھے ہیں

وہ باتیں بڑی باکمال کرتی تھی
میری ہر بات کا خیال کرتی تھی

میں جب کبھی اسے ملنے نہ جاتا
اس بات کا وہ بڑا ملال کرتی تھی

اگر میں کسی بات کا انکار کرتا
تو وہ رو رو کر برا حال کرتی تھی

اس کے حسن پہ اور نکھار آجاتا
جب نیلے رنگ کی شال کرتی تھی

مرنے کے بعد پیار کرتے رہو گے
ہر روز مجھ سے یہ سوال کرتی تھی

گھر میں روٹی ہے پانی ہے
پھر بھی بڑی ویرانی ہے

محبوب سے مل نہیں سکتا
اتنی میرے پیار کی کہانی ہے

کسی سے کیا بے وفائی کا گلہ کرنا
بے وفا ہم سب کی زندگانی ہے

سچائی کا چشمہ لگا کر دیکھا
تو دنیا کی اصل حقیقت جانی ہے

یہاں حقیقت منوانی پڑتی ہے
ویسے کب کسی نے یہ مانی ہے

وہ جتنے مشہور ہوتے گئے
اتنے ہم سے دور ہوتے گئے

ان سے مراسم بڑھانے کے بعد
ہم غموں سے چور ہوتے گئے

جنہیں ہم دل کا قرار سمجھے
وہی میرے دل کا ناسور ہوتے گئے

ہم انکساری سے کام لیتے رہے
وہ رفتہ رفتہ مغرور ہوتے گئے

باذوق لوگوں کی صحبت میں رہ کر
ہم جیسے نادان ذی شعور ہوتے گئے

میری سمت دیکھ کر جب مسکراتی ہے
میرے دل میں ملن کی شمع جلاتی ہے

لگتا ہے میرا اِسی پل دم نکل جائے گا
جب وہ پیار سے مجھے گلے لگاتی ہے

اس کے سخن میں کچھ ایسی حدت ہے
جو میرے سوئے جذبات جگاتی ہے

اس کے اسکول میں داخلہ لے لیا ہے
دیکھنا ہے کون سا مضمون پڑھاتی ہے

اصغؔر سے فیس تو پوری لے لیتی ہے
پڑھاتی کچھ نہیں باتوں سے ٹرخاتی ہے

نہ جانے کیوں وہ میرے گھر نہیں آیا
میری عیادت کو وہ بے خبر نہیں آیا

تیرے بیمار کی حالت بگڑتی جا رہی ہے
مگر ابھی تک کوئی چارہ گر نہیں آیا

بیمار محبت کی جس نے روداد سنی
اس کے بعد وہ کسی کو نظر نہیں آیا

ایک دلبر سے ایسا ہمارا دل مل گیا
پھر میرا دل کسی اور پر نہیں آیا

ہم آج بھی فون کے پاس بیٹھے ہیں
لگتا ہے اسے کبھی یاد اصغؔر نہیں آیا

کوچہ جاناں میں جب بھی جاتا ہوں
ہر بار ایک نیا زخم کھا کر آتا ہوں

وہ اپنا ظلم و ستم روا رکھتے ہیں
ایسی باتوں سے میں نہ گھبراتا ہوں

وہ میری سمت جو تیر پھینکتے ہیں
مسکراتے ہوئے وہ اپنے سینے پہ کھاتا ہوں

اس کی راہوں کی روشنی کی خاطر
میں اپنے لہو کے چراغ جلاتا ہوں

میں کسی سے کچھ نہیں مانگتا
میں اپنے مقدر کا لکھا کھاتا ہوں

جب ہم ان کو یاد کرتے ہیں
پھر ہم آہ پہ آہ بھرتے ہیں

رو رو کر جب تھک جاتے ہیں
پھر جا کر کچھ لکھتے ہیں

وہ بے خبر یہ بات کیا جانے
ہم اسے کتنا پیار کرتے ہیں

روبرو وہ اقرار تو نہیں کرتا
کہ ہم اس کے دل میں بستے ہیں

اپنے پیار کا جب آغاز کرتے ہیں
پھر اصغؔر کب انجام سے ڈرتے ہیں

یہاں کوئی کسی کا غم گسار نہیں ہے
کسی سے کوئی کرتا سچا پیار نہیں ہے

ساتھ نبھانے کے وعدے بہت کرتے ہیں
کسی کا بنتا کوئی غم خوار نہیں ہے

سمندر میں طوفاں کاغذ کی کشتی
جس کے ساتھ کوئی پتوار نہیں ہے

غم دوراں سے جو لوگ گھبراتے نہیں
ان کے لیے جینا کوئی دشوار نہیں ہے

زمانے سے شرافت مٹتی جا رہی ہے
اب سلامت کسی کی دستار نہیں ہے

اپنے سینے کے زخم انہیں دکھانے آئے ہیں
خود بھی روئیں گے ان کو رلانے آئے ہیں

دل کا گلستاں اجڑا ہے کسی دشت کی طرح
بڑی مدت بعد اسے ہم لوگ بسانے آئے ہیں

کوئی اور اس پہ اپنا قبضہ نہ جمانے آئے
ان کے نام کا جھنڈا دل میں لگانے آئے ہیں

پتھروں میں رہ کر ان کا دل بھی پتھر ہو گیا
اسے اپنے پیار سے ہم موم بنانے آئے ہیں

آخر انہوں نے اصغؔر کا پیار تسلیم کر لیا
شکر ہے ان کے ہوش ٹھکانے آئے

افسانہ درد دل کا جب سنا دیتے ہیں
میرے اشکوں کا سمندر چلا دیتے ہیں

وہ خیالوں کو قابو میں رکھتے نہیں
رات کو آ کر مجھے جگا دیتے ہیں

جب کسی بات پہ بس نہیں چلتا
مجبوری میں آنسو بہا دیتے ہیں

ہم ان کو کچھ اور نہیں دیتے
پھولوں کا گلدستہ بھجوا دیتے ہیں

جواب میں وہ بڑے پیار سے
اصغؔر کو سلام و دعا دیتے ہیں

ایک بار جو ہمارے دل کو بھا جائے
ہماری نظروں سے اسے کون بچائے

جسے ایک بار ہم سے پیار ہو جائے
پھر وہ انسان تمام عمر مسکرائے

دکھ درد اس سے دور بھاگ جائے
وہ ہمیشہ خوشیوں کے گیت گائے

جب وہ مجھے اپنے تصور میں لائے
اسے کبھی کچھ اور نظر نہ آ پائے

اصغؔر کو یہ بات کون آ کر سمجھائے
خیالی دنیا سے حقیقت میں آ جائے

اپنے پاس مال و زر نہیں ہے
دنیا میں اپنا کوئی گھر نہیں ہے

مفلسی زندگی بھر کی ساتھی ہے
تنہا ہیں کوئی ہمسفر نہیں ہے

میں جسے اپنے ساتھ چاہتا ہوں
ملاتا وہ مجھ سے نظر نہیں ہے

دل کا جہاں بھی ویراں ہے
اب کوئی آتا ادھر نہیں ہے

جو چاہے وہ اصغرؔ کو مل جائے
اتنا اچھا اس کا مقدر نہیں ہے

ہر پل تیری سمت میرا دھیان رہتا ہے
ایک دو گھڑی نہیں یہ ہر آن رہتا ہے

تو بھی میری یاد میں کھویا ہو گا
میرے دل میں ایسا گمان رہتا ہے

جس سے اپنے دکھ بانٹ لیتا ہوں
دل میں ایک ایسا انسان رہتا ہے

آج مرے کل کوئی یاد نہ کرے گا
تو کیوں اکٹھا سامان کرتا رہتا ہے

اصغؔر کو جو دوست دکھ دیتے ہیں
یہ انہیں کرتا خوشیاں دان رہتا ہے

میں کسی سے ہیرا پھیری نہیں کرتا
مفاد کی خاطر چمچہ گیری نہیں کرتا

میں تجھے پیار تو بے حد کرتا ہوں
کسی رقیب سے بات تیری نہیں کرتا

تیرے ستم سہنے کے بعد کسی سے
اب ربط بڑھانے کی دلیری نہیں کرتا

وہ جب کبھی مجھ سے خفا ہوتا ہے
پھر حوصلہ افزائی میری نہیں کرتا

میں وقت کا بڑا پابند ہو گیا ہوں
اچھے کاموں میں اب دیری نہیں کرتا

اس کے حسن کی دیکھ کر رعنائیاں
پھر میرا دل لینے لگتا ہے انگڑائیاں

ہم جس کی محبت میں بیمار ہوئے
وہی صنم کرتا نہیں میری مسیحائیاں

ایک دن تو جو میرے ساتھ گزارے
ڈر جائے دیکھ کر میری تنہائیاں

موبائل فون کی گھنٹی بجتے ہی
کانوں میں بجتی ہیں شہنائیاں

عشق کرنے سے قبل سوچ لینا
اس میں ہوتی ہیں بڑی جدائیاں

تم سے جو لڑ گئے ہمارے نینا
گنوا بیٹھے ہیں اپنے دل کا جینا

بنا لے مجھ کو اپنا میاں مٹھو
آج آ تو بھی بن جا میری مینا

تم میرے پاس آؤ گے یا میں آؤں
اب مشکل ہے تم سے دور رہنا

آنکھوں پہ یہ قید لگائی ہے
خبردار ! بات بات پہ نہ رونا

محبت کو سمجھو کھرا سونا
اس کے سوا کچھ اور نہ لینا

جس کے لئے ہوں اجنبی میں
وہی آگیا ہے میری زندگی میں

اندھیروں میں بھٹکنے والا
آ گیا ہوں پیار کی روشنی میں

میں تنہا ہی خوش تھا لیکن
تم کیوں آئے میری کہانی میں

اب شاید ہماری ملاقات نہ ہو
تم سے ملوں گا اگلی صدی میں

ہر کسی سے نیکی کرتا ہے اصغرؔ
حصہ نہیں ڈالتا کسی بدی میں

تیری یاد میں خود کو کھو چکے ہیں ہم
پیار کے نشے میں بہکے بہکے ہیں قدم

دنیا میں جب ہم نہ رہیں گے اے صنم
پھر کس پہ ڈھاؤ گے تم ظلم و ستم

میرے لبوں پہ رہتا ہے ایک ہی نام
تجھے یاد کرتا رہتا ہوں صبح و شام

ان کی کسی بات پہ کرتے نہیں بغاوت
ہم خاموشی سے سہے جاتے ہیں ستم

سوچتا ہوں ہمارا ملن کیسے ہو گا
ہمارا دل نرم آپ رہتے ہیں گرم

ہمارے ارمان دل میں پلتے رہتے ہیں
لوگوں کے پروان چڑھتے رہتے ہیں

دل پہ غموں کے بادل چھائے ہیں
ہم پھر بھی مسکراتے رہتے ہیں

طوفاں میں کہیں ہم بچھڑ نہ جائیں
ایسی باتوں سے گھبراتے رہتے ہیں

اس دنیا میں جتنے بھی اہل دل ہیں
مصائب میں گھِر کر سنبھلتے رہتے ہیں

جنہیں بات کرنے کا سلیقہ ہی نہیں
وہ بھی ہمارا مذاق اڑاتے رہتے ہیں

وہ کب آئیں گے پھول چڑھانے یہی حسرت ہے
اسی انتظار میں میری امیدوں کی میت ہے

اے تقدیر اب تو مجھ پہ رحم کر
مجھے اور غم نہ سہنے کی ہمت ہے

ہم ان کے درشن کو بن بلائے ہی چلے جاتے ہیں
مگر ہمارے جسم میں چلنے کی نہ طاقت ہے

میرے دشمن سب پاس محبوب دور ہے
سوچتا ہوں یہ کیسی اپنی قسمت ہے

موت کے عالم میں بیٹھے مسکرا رہے ہو اصغؔر
یوں لگتا ہے تمہیں اجل سے بے حد محبت ہے

مجھ جیسے غریب سے کوئی یاری نہیں کرتا
میرے لیے محبت کا پیغام جاری نہیں کرتا

سب دوستوں سے روٹھنے کا سبب پوچھا
بولے اب تو کیوں تعریف ہماری نہیں کرتا

کہا سچے دوستوں کی دل سے قدر کرتا ہوں
مگر میں شاعری کبھی درباری نہیں کرتا

آج ایک کا الاپ کل دوسرے کی خوشامد
میں کسی کے لیے ایسی شاعری نہیں کرتا

بولے تیری شاعری کیوں پیاری ہوتی ہے
کہا میں لکھنے سے پہلے تیاری نہیں کرتا

جیسا بھی وقت گزرا گزار ڈالا
محبت کے کھیل نے ہم کو مار ڈالا

خار بچھانے والے کے گلے میں
گلاب کے پھولوں کا ہار ڈالا

پہلی بار اس سے نظر ملتے ہی
ہم نے اپنا دل اس پہ وار ڈالا

ہماری چاہ کی کشتی میں جو آیا
پہلے جھٹکے میں ہی کر پار ڈالا

کسی کے پیار کے غم نے اصغؔر
تیرے سخن کو اور نکھار ڈالا

جب تیرے جیسا حسیں میرا ہمسفر ہے
پھر مجھے بھلا کس شے کا ڈر ہے

میری نظر میں جتنی تو حسیں تر ہے
دنیا میں اتنا کوئی نہ سندر ہے

جہاں بھی تیری سہیلیوں کی محفل ہے
ہر پل ہر گھڑی ہر جگہ تیرا ذکر ہے

یہ سب تیری محبت کا کرم ہے جاناں
مجھ پہ مہرباں جو تیری نظر ہے

میرا دل تجھے ملنے کو بے صبر ہے
چلے بھی آؤ اصغؔر تمہارا منتظر ہے

گو تجھ سے امید وصال نہیں ہے
لیکن ملنا بھی کچھ محال نہیں ہے

تیرے خیالوں میں ڈوبا رہتا ہوں
مجھے رہتا اپنا خیال نہیں ہے

مجھ جیسے لاکھوں پھرتے ہیں
مگر تیری کوئی مثال نہیں ہے

ہم نے تو تیری ہر بات مانی ہے
پھر کیوں ربط کرتا بحال نہیں ہے

سارا دن تجھ سے باتیں کر کے
میرا پہلے جیسا حال نہیں ہے

جس کی ہر بات زمانے سے جدا ہے
اوروں سے الگ اس کی ہر ادا ہے

سائے کی صورت وہ میرے ہمراہ ہے
میری زیست کا صرف وہی رہنما ہے

ابھی تو ہماری دوستی کی ابتدا ہے
دنیا میں اپنا کوئی نہ اس کے سوا ہے

میں اسے دل کے آئینے میں دیکھ کر
بتا سکتا ہوں اس کا حال کیا ہے

جو پیار کرتے ہیں وہ کب ڈرتے ہیں
ہماری محبت کا محافظ خدا ہے

جو خوش نہ ہو ایسا کوئی مہمان نہیں ہے
میرے دل میں غم کا کوئی نشان نہیں ہے

من میں بسے ہر مہمان کا خیال رکھنا
میرے لیے یہ کام اتنا آسان نہیں ہے

ہر مہمان کی زندگی خوشیوں بھری ہے
غم سے بھی کوئی انجان نہیں ہے

سب مہمانوں کو اتنی خوشیاں بخشیں
اب ان کے دل میں کوئی ارمان نہیں ہے

میں نے تو دوستی کا فرض نبھایا ہے
اصغرؔ نے کیا کسی پہ احسان نہیں ہے

کئی گھنٹوں بعد آخر سورج کو ڈھلنا پڑا
آج انہیں میرے دل میں گھر کرنا پڑا

جسے مجھ سے بات کرنا گوارا نہ تھا
ہمسفر بن کر آج میرے ساتھ چلنا پڑا

جنہیں ہر کوئی پتھر دل کہتا تھا
آج انہیں موم کی طرح پگھلنا پڑا

جن کی ہر بات میں غرور و تکبر تھا
پیار کے سامنے انہیں جھکنا پڑا

ہمارے پیار کی گہرائی دیکھ کر
ان کی نفرت کو محبت میں بدلنا پڑا

اس کے پیار میں اپنے ہوش گنوا بیٹھا ہوں
اس کی خاطر ساری دنیا بھلا بیٹھا ہوں

موقع واردات سے قاتل تو فرار ہو گیا
خود ہی اپنے قتل کا بن گواہ بیٹھا ہوں

اب زندگی غموں کا پہاڑ بن گئی ہے
انجانے میں اس سے دل لگا بیٹھا ہوں

اب دنیا روٹھے یا گھر بار چھوٹے
کنول جیسا کومل یار بنا بیٹھا ہوں

اب کسی اور دل میں کیسے جاؤں
تیرے دل میں ڈیرہ لگا بیٹھا ہوں

جب ان کی لب کشائی ہوتی ہے
صرف ہماری ہی برائی ہوتی ہے

کسی مسیحا کی نہیں حاجت رہتی
ان کی ایک نگاہ دوائی ہوتی ہے

دنیا میں وہ لوگ مقبول نہیں ہوتے
جن کے ذہن میں خود نمائی ہوتی ہے

جو بات دل میں رہے وہ اپنی ہے
جو زبان پہ آئے وہ پرائی ہوتی ہے

اپنی استانی کے ناز اٹھاتا رہتا ہوں
آج کل اس طرح پڑھائی ہوتی ہے

نہ جانے کیوں دلوں کے فاصلے نہیں مٹتے
وہ چاہتے ہوئے بھی ہم سے کیوں نہیں ملتے

حسن کی عدالت میں جا کر گلہ کریں بھی کیا
سنا ہے وہ عاشقوں کے شکوے نہیں سنتے

خوددار ہیں خود داری کا دامن نہیں چھوڑتے
محبوب کے قدموں میں اپنا سر نہیں رکھتے

ہم نے تو کسی سے محبت کرکے دیکھ لیا
اب آپ اس کا مزہ کیوں نہیں چکھتے

یہ دنیا بڑی شکی مزاج ہو گئی ہے
اسی لیے اب ہم زیادہ نہیں ہنستے

دنیا کے بارے جو سب جانتا ہے
محبت کا وہ نہ مطلب جانتا ہے

دونوں کو ایک دوسرے سے گلے
کون حق پہ ہے یہ ربّ جانتا ہے

اس کی سیاہ زلفوں کو دیکھ کر
ہر کوئی دن کو شب جانتا ہے

میری چاہت عیاں ہو جاتی ہے
اشعار کا مفہوم وہ جب جانتا ہے

محبت زندگی چاہ میری بندگی
الفت کو اصغؔر اپنا مذہب جانتا ہے

زندگی میں جس دن سے ہوا ہے سویرا
کیا بتائیں اس دن سے برا حال ہے میرا

مجھے روتی صورت کہنے والی
کاش کسی دن سامنا ہو جائے تیرا

میری تاریک زندگی میں آ کر
تو نے پھیلا دیا ہے اور اندھیرا

جس سے شرافت سے پیش آئیں
وہی ہو جاتا ہے پہلے سے ٹیڑھا

چھ ماہ بعد جھلک دکھلاتے ہو
آؤ آج میرے دل میں لگا لو ڈھیرا

تیری نظر میں کشش نہ میرے انداز بیان میں ہے
مگر یہ تو دیکھ کتنی مٹھاس میری زبان میں ہے

ایک دن اپنے بخت کا ستارا ضرور چمکے گا
ابھی بادلوں کی اوٹ میں چھپا آسمان میں ہے

میرے لیے فقط تو ہی کل کائنات ہے میری
تجھ سا نہ کوئی اس سارے جہان میں ہے

جب ہم ایک دوسرے کے دل کے قریب ہیں
پھر کیوں دوری ہمارے درمیان میں ہے

اصغؔر کو تیری ہر بات پیاری لگتی ہے
یہ نہ سمجھنا قصیدہ تیری شان میں ہے

دیوانے لوگ محبت نہیں کرتے سوچ کر
محبوب کا ساتھ نبھاتے ہیں عمر بھر

تیری الفت سے پہلے میں ایک قطرہ تھا
تیری چاہت نے مجھے بنا دیا ہے سمندر

یار کے ساتھ صدی بھی گھڑی لگتی ہے
وقت کا پتہ نہیں چلتا گزر جاتی ہے عمر

اب وہ پہلے جیسی نوازشیں نہیں کرتا
شاید اس کی محبت کا سمندر گیا ہے اتر

نہ جانے تو کس حال میں ہو گا دوست
ہر پل یہی بات سوچتا رہتا ہے اصغؔر

بھری دنیا میں کوئی نہیں ہمارا صنم
تنہا ہی سہی پھر بھی جی رہے ہیں ہم

اکیلے میں اچھا نہیں لگتا کوئی موسم
ایسے میں گر تم آ جاؤ تنہائی ہو جائے کم

آنے میں اتنی زیادہ دیر نہ کرو جانم
کہیں ایسا نہ ہو ہمارا نکل جائے دم

ایک دن اپنا مقدر بھی بدلے گا ہمدم
اسی امید پہ سہے جاتے ہیں رنج و الم

تیری خوشی میں شریک ہے سارا عالم
میرے ساتھ ہیں تنہائی اور جدائی کا غم

اب تیرے دل کے شہر میں رہتا ہوں
پھر بھی خاک بسر میں رہتا ہوں

میں جہاں کہیں بھی چلا جاؤں
تیری یاد میں دیدہ تر میں رہتا ہوں

تیری آنکھیں میرا مسکن ہیں
میں اپنے ہی گھر میں رہتا ہوں

میں تجھے کبھی بھول نہیں سکتا
اور دنیا سے اب بے خبر میں رہتا ہوں

دل کا اچھی طرح خیال رکھا کریں
تیرے دل میں بندہ پرور میں رہتا ہوں

تمہاری یہ نفرت مجھے مار ڈالے گی
تیری محبت میرا بیڑہ کر پار ڈالے گی

ہو سکے تو میرے پیار کو نہ ٹھکرانا
بتا اس حسن کا کیا تو اچار ڈالے گی

تیرے برتاؤ سے مجھے یوں لگتا ہے
تو محبت کا بھوت سر سے اتار ڈالے گی

ہماری الفت مزید اور گہری ہو گی
جتنا زیادہ تو اس میں پیار ڈالے گی

بننے سنورنے کے بدلے مجھے پیار کر
میری چاہ تیرا رنگ نکھار ڈالے گی

نہ جانے مجھ سے خوشی کیوں کتراتی ہے
اس کی تلاش میں ہوں مگر مل نہ پاتی ہے

کئی دنوں سے آنکھ مچولی کھیل رہی ہے
جب اس کے پاس جاؤں وہ بھاگ جاتی ہے

انتظار ہے کب میرے غریب خانے پہ آئے گی
خوشی سے ملنے کی دل میں حسرت رہتی ہے

اور لوگوں کے گھر تو بن بلائے چلی جاتی ہے
کوئی بتائے اسے میرے ساتھ کیا دشمنی ہے

خوشی بنا زندگی کی گلیاں سونی سونی ہیں
جیون میں ہر سمت تیرگی ہی تیرگی ہے

ہم عاشق بڑے باکمال ہیں رانی
دولت عشق سے مالا مال ہیں رانی

تجھ پہ کوئی آنچ نہ آنے دیں گے
سمجھ لے ہم تیری ڈھال ہیں رانی

تجھے چھپا کے رکھیں گے دل میں
گو ہم زخموں سے نڈھال ہیں رانی

زیست میں تیری محبت کے سوا
میرے لیے اور بڑے جنجال ہیں رانی

جس دن سے میرے من سے گئے ہو
اب میرے دل کی گلیاں پامال ہیں رانی

ہمارے بیچ محبتوں کا اب وہ سلسلہ نہیں ہے
مگر ہمارے دلوں کے درمیاں فاصلہ نہیں ہے

اس بزمِ سخن میں سب اہل ذوق بیٹھے ہیں
جو تو نہیں تو محفل میں کوئی مزہ نہیں ہے

ستاروں بھری محفل سجائی تھی تمہاری خاطر
تم آ نہ سکے ہمیں تم سے کوئی گلہ نہیں ہے

کسی سے شکوے گلے نہ ہی شکایتیں ہیں
ہم دونوں کا اب ایک ہی راستہ نہیں ہے

یہاں ہر انسان کی اپنی اپنی قسمت ہے
ہم نے جسے چاہا وہی ہمیں ملا نہیں ہے

سکندر جیسا نہیں ہے مقدر اپنا
مگر دل ہے صورت سمندر اپنا

اک مدت سے کوئی آیا نہ گیا
اب دل بن چکا ہے کھنڈر اپنا

اس دنیا سے گزر جائیں تو کیا
وہاں تیرے ساتھ ہو گا گھر اپنا

میں نے دل لوٹا تو نے چرایا
یوں ہو گیا حساب برابر اپنا

بھلے وقت میں بھول جاتا ہے
حال پوچھتا نہیں یار بے خبر اپنا

بہت ملتے ہیں جھوٹا پیار جتانے والے
بہت کم ملتے ہیں اجڑا دیار بسانے والے

ہمیں جتنا آزمانا ہے ایک بار ہی آزما لو
کسی صورت نہیں تیرا پیار بھلانے والے

جو میرے دل کے قریب ہوا کرتے تھے
آج وہی ہیں دور سے گزر جانے والے

میری آنکھوں میں جس کا بسیرا تھا
خوش رہ مجھ سے آنکھ چرانے والے

وہ کڑے وقت میں کبھی کام نہیں آتے
جو ہوتے ہیں صرف باتیں بنانے والے

آپ مجھے بہت پیاری لگتی ہیں
کیا کہوں کتنی ساری لگتی ہیں

ہم جب بھی آپ کو دیکھتے ہیں
ہر بار زندگی ہماری لگتی ہیں

جسے اپنی پلکوں پہ بٹھا لوں
اتنی حسیں سواری لگتی ہیں

میرے دل کے اتنے قریب ہیں
اب ہمسائی ہماری لگتی ہیں

اصؔغر کے تخیل کی پرواز ہو
آپ میری شاعری لگتی ہیں

یہ حقیقت ہے کہ ہم تم سے انجان ہیں
آج اپنی محبت کا ہم کرتے اعلان ہیں

ہم نے یوں ہی سر عام اعلان محبت کر تو دیا
ابھی تک ہوئے نہ عہد و پیمان ہیں

جنہیں خدا سے دعاؤں میں مانگا
آج وہ پوچھتے ہیں کہ ہم کون ہیں

یہ جانتے ہوئے کہ ہم ان کے ہیں
پھر وہ کیوں میرا لیتے امتحان ہیں

ہمیں ساری دال کالی نظر آتی ہے
آج کل جو وہ اصغرؔ پہ مہربان ہیں

جو شخص تھا کبھی زندگانی میری
آج وہی بھولتا جا رہا ہے کہانی میری

دنیا والوں سے کیوں کر گلہ کروں
جب اس نے ہی قدر نہ جانی میری

مجھ سے مکھ موڑ کر وہ چل دیا
بھلا بیٹھا برسوں کی دوستی پرانی میری

آج تنہا اپنے کمرے میں بیٹھا ہوں
کوئی بانٹتا نہیں پریشانی میری

اس پہ ساری خوشیاں وار دیں
لگتا ہے یہی تھی نادانی میری

تیرے دل کے مکان میں بڑا پیار ملا
مجھے ہر سمت یہاں موسم بہار ملا

اپنا دل بغل میں لیے پھرتے رہے
تجھ سے بڑھ کر کوئی نہ حقدار ملا

اور تو دل کی قیمت پوچھتے رہے
مگر تیرے جیسا کوئی نہ خریدار ملا

جب پھولوں کی تلاش میں نکلے
زندگی کا ہر راستہ پرُ خار ملا

آستین کے سانپ تو ملتے رہے
لیکن یہاں کوئی نہ سچا یار ملا

ہم نے جب بھی کسی سے پریت لگائی ہے
اپنا چین بھی کھویا نیند بھی گنوائی ہے

کچھ لوگ ہماری محبت سے کیوں جلتے ہیں
میں اس کا دیوانہ وہ میری سودائی ہے

میرے سخن پہ محبت کا رنگ چڑھتا گیا
جب سے وہ میری زندگی میں آئی ہے

لوگ تو مجھے یوں بدنام کرتے رہتے ہیں
مگر ہم نے ہر کسی سے دوستی نبھائی ہے

میری شاعری کو کوئی گرم کر کے نہ پڑھنا
پڑھ کر دیکھئے یہ پہلے سے پکی پکائی ہے

نہ وہ تم رہے نہ وہ تمہاری نوازشیں
ہمارے درمیاں رہ گئی ہیں اب عداوتیں

کہاں گئے زندگی کے وہ حسیں لمحے
اب کہاں گئیں وہ محبتیں وہ چاہتیں

یہ آنکھیں اس منظر کو ترستی ہیں
کہ کب ہوں گی چاہتوں کی برساتیں

دنیا سے چوری جب ملا کرتے تھے
تمہیں یاد تو ہوں گی وہ چاندنی راتیں

میری زندگی کا اب یہی سرمایہ ہیں
وہ تیری چاہتیں وہ پیار بھری باتیں

میرے پڑوس میں ایک بڑی پیاری ہمسائی ہے
نہ جانے حور ہے پری ہے کس دنیا سے آئی ہے

میری آنکھیں جس حسن کی تاب نہیں لا سکتیں
کچھ ایسی نورانی اس دلبر کی جلوہ نمائی ہے

سوچتا ہوں میں اسے پیار کروں یا کہ نہ کروں
ہر بار محبت میں ہم نے سدا چوٹ ہی کھائی ہے

اپنے کپڑوں پہ کوئی داغ دھبہ لگنے نہیں دیتا
میرے من میں بھی کچھ ایسی ہی صفائی ہے

وہ ایک بار میرے پیار کو آزما کر تو دیکھے
پھر وہ جانے گی کہ اس میں کتنی گہرائی ہے

او ! جانے والے پلٹ کر ایک بار دیکھنا
زمیں پہ پاؤں رکھنے سے قبل خار دیکھنا

حسیں صورت دیکھتے ہوش نہ کھو دینا
پہلے اس کی سیرت اور کردار دیکھنا

سیکھنے کے لیے تجربات ضروری ہیں
تم کسی سے کرکے آنکھیں چار دیکھنا

ایک بار کسی سے جی بھر کر محبت کرنا
کیسے آتا ہے شخصیت میں نکھار دیکھنا

ہم دنیا میں رہیں یا اس جہاں سے گزر جائیں
میری دعا ہے تم زندگی کی ہر بہار دیکھنا

محبت میں ایسی چوٹ کھائی ہوئی ہے
غم ساتھی ہیں خوشی پرائی ہوئی ہے

سوچتے ہیں کہ اب ہم کدھر جائیں گے
کسی اور دل میں نہ جگہ بنائی ہوئی ہے

نہ کوئی میت ہے نہ کسی سے پریت ہے
میرے گھر پہ اداسی چھائی ہوئی ہے

رات دن اس کی یاد میں روتے روتے
ختم میری آنکھوں کی بینائی ہوئی ہے

زندگی میں آج صرف تمہاری کمی ہے
ورنہ کب کی جان لبوں پہ آئی ہوئی ہے

محبت میں تم بھول کر بھی نہ مقدر آزمانا
اس میں نصیب ہوتا نہیں محبوب کو پانا

اس میں اشکوں کے سوا کچھ نہیں ملتا
انسان کو نصیب ہوتا ہے رونا ہی رونا

پیار کرنے والے اکیلے رہ جاتے ہیں
دشمن ہو جاتا ہے ان کا بے درد زمانہ

اگر دن کا چین راتوں کی نیند پیار ہے
تو پھر کسی سے نہ تم آنکھیں لڑانا

یہ پیار محبت سب افسانوی باتیں ہیں
ان کی خاطر تم نہ قیمتی وقت گنوانا

ایک بار تجھے ملنے کی دل میں حسرت ہے
تیرے دم سے میری زندگی میں مسرت ہے

اجنبی ہو کر بھی کتنی ملتی ہماری طبیعت ہے
ایسا لگتا ہے یہ کوئی روحانی نسبت ہے

یہ نہ سوچو کے ہماری محبت کا کیا انجام ہو گا
کسی سے پیار ہو جانا یہ تو قانون قدرت ہے

ہم دیوانے لوگ مر کر بھی یاری نبھا دیتے ہیں
یہ مبالغہ آرائی نہیں بلکہ ایک اٹل حقیقت ہے

جو ہر کسی کو سبز باغ دکھاتے پھرتے ہیں
ان کے لیے ہمارے دل میں کوئی نہ عزت ہے

کئی سالوں سے ہے یہی میری آرزو
شاید کسی دن تجھ سے ہو جائے گفتگو

مجھے درد دل دینے والے اتنا سن لے تو
اب تجھ کو کرنا ہو گا اس مرض کا رفو

اپنے ربّ سے تجھے مانگ کے دیکھ لیا
ایسا لگتا ہے میرے مقدر میں نہیں ہے تو

تیرے ساتھ جب نماز وصل ادا کروں گا
تجھے دیکھ کر ہو جائے گا آنکھوں کا وضو

یہ نہ سوچ کے میں تجھ سے دور ہوں
صبا لاتی ہے میرے پاس تیری خوشبو

سب کو پریم کا راگ سنائے جا
ہر دل میں پریم کی گنگا بہائے جا

زندگی میں دکھ آئے یا سکھ آئے
جیسا بھی سماں ہو تو مسکائے جا

نفرت کے ناگ خود مر جائیں گے
اسی طرح پیار کی بین بجائے جا

پیار بانٹنے سے کبھی کم نہیں ہوتا
تو زمانے میں محبت کو پھیلائے جا

نہ جانے کس موڑ پہ کوئی کام آجائے
تو سب سے بات بنائے جا

میرے دل کا کوئی بھی نگراں نہیں ہے
اسی لئے زندگی میں سکوں نہیں ہے

جس دن سے کسی یار نے میرا دل توڑا
اس دن سے محبت کا جنوں نہیں ہے

ان لوگوں سے پیار کرنے سے کیا حاصل
جن کی زندگی کا قاعدہ قانون نہیں ہے

تیرا نام سن کر اب میرا دل نہیں دھڑکتا
یوں لگتا ہے اس میں اب خوں نہیں ہے

دکھی لوگوں کے جو سب درد دور کر دے
اصغؔر میاں ایسا کوئی مسیحا یہاں نہیں ہے

کتنے لوگ تنہائی کے ہاتھوں یہاں بکھر گئے
ہمیں تنہائی جب ملی ہم اور بھی نکھر گئے

جن کی باتیں ہم آج بھی دہراتے رہتے ہیں
اب نہ جانے کہاں وہ سارے دیدہ ور گئے

دنیا میں جو بھی آئے سبھی روتے ہوئے آئے
یہاں سے جاتے سمے ہو کر سب دیدہ تر گئے

یہ سچ ہے کہ زندگی بہت بڑی نعمت ہے
مگر ہم تو اس زندگی کے ہاتھوں مر گئے

یہاں ہر کوئی دولت کے پیچھے پڑا ہے
اس مشینی دور کے انسان بن پتھر گئے

کانٹوں کے ساتھ گزری ہے زندگانی میری
خبر نہیں کب آ کر لوٹ گئی جوانی میری

جس بزم سخن میں ایک بار کچھ سنا دوں
کوئی بھلا نہیں سکتا شعلہ بیانی میری

دنیا والوں کو اس بات سے بھلا کیا غرض
کہ کتنی دردناک ہے زیست کی کہانی میری

کیا کہوں کتنا نادان ہے میرا نٹ کھٹ صنم
میرا دل لے کر اسے سمجھتا ہے مہربانی میری

اشعار میں اپنی پیاری ہمسائی کا ذکر کرنا
میرے بس میں نہیں یہ عادت ہے پرانی میری

جس حال میں رہیں ہم نہ فریاد کریں گے
اب مرتے دم تک نہ انہیں یاد کریں گے

ان کی حقیقت زمانے پہ عیاں کر دیں گے
ہماری طرح کسی اور کو نہ برباد کریں گے

ان کی زندگی میں جب ہم ہی نہ رہیں گے
پھر وہ کسی پے نئے ستم ایجاد کریں گے

ان کے قفس میں جب وہ تنہا رہ جائیں گے
آزادی کے لیے ہم سے فریاد صیاد کریں گے

جایئے ! اصؔغر نے تمھیں اپنا دل دے ہی دیا
آپ بھی اوروں کی طرح ہمیں یاد کریں گے

اپنے ساتھ یادیں بے شمار لیے پھرتا ہوں
سر پہ ان سب کا بار لیے پھرتا ہوں

عشق کے اسرار و رموز عیاں کر بیٹھا
اب راہوں میں صلیب و دار لیے پھرتا ہوں

ہم دیوانے جیتے مرتے ہیں عشق کی خاطر
میں اپنی ہتھیلی پہ اپنا سر لیے پھرتا ہوں

اس سے وصل کی خاطر گھر سے چلا آیا
ملن ہو نہ سکا ہجر کا آزار لیے پھرتا ہوں

اس کی چاہت کے گوہر کوئی چرا نہ لے
اصغؔر جیسا ساتھ پہرے دار لیے پھرتا ہوں

میری امنگوں کا جو قاتل ہے
اسی نے لوٹا سکون دل ہے

نہ جانے کتنا اور سفر ہے
نہ ساتھی نہ کوئی منزل ہے

کسی کا ادھر گزر نہیں ہوتا
سونی رہتی دل کی محفل ہے

شہر کے سبھی لوگ جانتے ہیں
مجھے ڈھونڈھنا نہیں مشکل ہے

باہر برف پڑی ہے اندر سردی
اپنے پاس نہ کوئی چادر نہ کمبل ہے

زندگی میں پہلی بار کسی سے بچھڑا ہوں ایسے
منزل کی تلاش میں بھٹکتا ہو کوئی مسافر جیسے

میرے اداس دل کو اس کے پیار کا سہارا نہیں رہا
سوچتے ہیں اب اس بن ہم جی سکیں گے کیسے

دنیا میں ہزاروں لوگ جیتے ہیں کسی کے پیار بنا
ہم بھی یہ مختصر سی زندگی بسر کر لیں گے ویسے

اس جہاں میں کسی محبوب کا دل جیتنے کے لئے
بینک میں ہونے چاہیں رقیبوں سے زیادہ پیسے

کبھی گھر والی تو کبھی باہر والی کو مناتے ہیں
ہم تو کئی سالوں سے جی رہے ہیں ایسے

جو غم ملتے ہیں تحفہ سمجھ کر سنبھالتا رہتا ہوں
جب وقت ملے انہیں اشعار میں ڈھالتا رہتا ہوں

میری درد بھری زندگی کے یہی تو ساتھی ہیں
میں خزانے کی طرح انہیں سنبھالتا رہتا ہوں

خوشیاں بھی زندگی کی طرح بے وفا ہوتی ہیں
جیسے بھی ہو میں انہیں ٹالتا رہتا ہوں

میرے اشعار ایسے انمول موتی ہیں دوستو
میں ان سے نظم کے ہار پروتا رہتا ہوں

مجھے ہر پل ان ہیروں کی تلاش رہتی ہے
غم کی چھلنی میں انہیں کھنگالتا رہتا ہوں

وہ جب بھی محبتوں بھرا خط بھیجتے ہیں
دکھ درد کے مارے کا حوصلہ بڑھاتے ہیں

ہمیں ان کی دوستی میں کتنے غم ملے
ان کا نامہ پڑھ کر یہ بات بھلا دیتے ہیں

ہمارے دل و نظر کو جو پیارے لگتے ہیں
ہم انہیں اپنے سینے سے لگا لیتے ہیں

ایک دن وہ میری زندگی میں آئیں گے
جو ابھی میرے خیالوں میں آتے ہیں

آج اسے اپنے ساتھ لے کر گھر لوٹیں گے
ہر روز یہ شرط ہمزاد سے لگاتے ہیں

جدائی کے غم میں اشکبار رہتا ہوں
ہر گھڑی ہر پل میں سوگوار رہتا ہوں

جس دن تجھ سے بات نہیں ہوتی
تیری آواز سننے کو بے قرار رہتا ہوں

سب میری اداسی کا سبب پوچھتے ہیں
کیا جانیں میں کیوں دل فگار رہتا ہوں

یادوں کے سمندر میں جب ڈوب جاتا ہوں
یوں لگتا ہے جیسے بیچ منجھدار رہتا ہوں

تیری چاہت میں اصغرؔ کو جو غم ملتے ہیں
انہیں خوشیوں میں کرتا شمار رہتا ہوں

اب تو بڑے نامے میرے نام آتے ہیں
ہر روز محبت بھرے پیغام آتے ہیں

میرے یار کا تو انداز ہی انوکھا ہے
سپنوں میں کرنے مجھے سلام آتے ہیں

محبت کے محاذ پہ جب بھی جاتے ہیں
ہر بار وہاں سے ہو کر ناکام آتے ہیں

ہم جب بھی ان کے محلے میں جاتے ہیں
سب نظروں سے چھپ کر سرِ بام آتے ہیں

پیار ، محبت ، عشق کا درس دیتے ہیں سب کو
اصغؔر کو صرف الفت کے سارے کام آتے ہیں

دل نادان میری کوئی بات مانتا نہیں
جب ملتا ہے مجھے پہچانتا نہیں

کسی کے پیار میں اتنا کھو چکا ہے
اب کسی بہرے کی طرح سنتا نہیں

آج کل بڑا گُم صُم رہنے لگا ہے
درد کے مارے کئی بار دھڑکتا نہیں

کسی دردناک فلم کے ہیرو کی طرح
خوشی کے موقعوں پہ بھی ہنستا نہیں

میرے دل سے سبھی لوگ چلے گئے
کوئی نیا مہمان یہاں آکر بستا نہیں

اتنی بڑی نہ مجھ کو سزا دو
میرے یار سے کوئی ملا دو

ہمارے درمیاں جو دیوار ہے
آؤ آج تم اسے گرا دو

اگر مجھ سے جی بھر گیا ہے
پھر کوئی نیا الزام لگا دو

اگر مرنے کی دعا دینی ہے
تو پھر مجھے زہر پلا دو

قاتل کا چہرہ نہ دیکھ سکوں
میرے چہرے پہ زلفیں بکھرا دو

کاش ایسا میرا مقدر میرے ربّ ہو جائے
محبوب سے ملنے کا کوئی سبب ہو جائے

میں جسے ملنے کو ہر گھڑی بیتاب رہتا ہوں
شائد اس کے دل میں ملنے کی طلب ہو جائے

یہ نہ ہو حسن کی تاب نہ لا سکیں آنکھیں
انہیں دیکھتے ہی بند دھڑکن قلب ہو جائے

کسی دن وہ اچانک مجھ سے ملنے چلے آئیں
کون جانے اصغؔر یہ کرامت کب ہو جائے

کسی چارہ گر کے پاس بھی کوئی چارہ نہ ہو
دیکھتے ہی دیکھتے اصغؔر جاں بلب ہو جائے

کیا بتاؤں کیسے زندگی بسر کرتا ہوں
تجھے یاد میں شب بھر کرتا ہوں

ستاروں کی آنکھیں بھی نم ہوتی ہیں
تیری یاد میں جب آنکھیں تر کرتا ہوں

جب کوئی حسرت پوری نہیں ہوتی
اپنے ربّ کی رضا پہ صبر کرتا ہوں

ادھر تو مجھے ملنے کو بے قرار ہو گی
ادھر میں رو رو کر چھلنی جگر کرتا ہوں

تیرے پیار میں یہ سوغات ملی ہے
اب میں باتیں بڑی پُر اثر کرتا ہوں

کیسے کہیں آپ ہمیں کتنے پیارے لگتے ہیں
کبھی مہتاب تو کبھی ستارے لگتے ہیں

آپ کے ساتھ چاہت کی کشتی میں بیٹھ گئے
دیکھنا ہے کب ہم دونوں کنارے لگتے ہیں

آج رات جتنے بھی آسماں پہ چمک رہے ہیں
وہ سبھی ہمارے بخت کے تارے لگتے ہیں

جب کبھی ہم دونوں کہیں ساتھ ہوتے ہیں
سب کہتے ہیں ہم بڑے پیارے لگتے ہیں

محبوب کی جدائی میں دن رات جلتے ہیں
اسی لیے دنیا والوں کو ہم بیچارے لگتے ہیں

پوچھتی رہتی ہے دل کی ہر دھڑکن
آخر کب ہو گا ہمارا تمہارا ملن

تنہا چھوڑ کر چل دیئے میرے ساجن
رات بھر یہ گیت گاتی رہتی ہے جوگن

میرے حوصلے کبھی پست نہیں ہوتے
لگی رہتی ہے تجھے پانے کی لگن

ہم اہل دل کبھی گھبرایا نہیں کرتے
مگر بنا دیتے ہیں ناممکن کو ممکن

تم سے بچھڑ کر جی نہ پائے گا اصغؔر
میں دل ہوں اور تو ہے میری دھڑکن

کسی زمانے میں جو کرتا تھا مجھے پیار
مجھ سے دور ہوتا جا رہا ہے وہ یار

جو ستم گر آج مجھے پہچانتا ہی نہیں
میرا دل ہے اسی کی محبت میں گرفتار

نہ جانے اسے میرا کب خیال آئے گا
جس کی خاطر ہم جان دینے کو ہیں تیار

میرے مولا یہ دنیا کتنی حسیں ہوتی
یہاں بسنے والے سبھی اگر ہوتے ایماندار

ہم تو ہر کسی سے مخلص رہے اصغؔر
مگر ہمیں ہر کسی سے ملے آزار

مدت ہوئی ہے شاعری کے جوہر دکھاتے ہوئے
نظمیں لکھتے ہوئے اپنی غزلیں سناتے ہوئے

وہ اپنا کوئی اتہ پتہ نہیں دے گیا جاتے ہوئے
میں تھک گیا ہوں صحرا کی خاک اڑاتے ہوئے

ایک دن دنیا سے میں کوچ کر جاؤں گا
انتظار میں اشکوں کے موتی پروتے ہوئے

میرا سر بھی بلند تھا سر مقتل جاتے ہوئے
وہ دیکھتے رہے ہمیں جہاں سے جاتے ہوئے

جو موت کا منظر دیکھتے رہے مسکراتے ہوئے
وہ میری تربت پہ آ جاتے ہیں آنسو بہاتے ہوئے

غم کے بادل آتے ہیں اور ٹل جاتے ہیں
دکھ سہہ کر اہل دل سنبھل جاتے ہیں

سوچتے ہیں ہم کیسے اپنا دفاع کریں
جب ان نگاہوں کے تیر چل جاتے ہیں

وہ جب آتے ہیں میری بزم خیال میں
خوشی سے ہم مچل مچل جاتے ہیں

زمانے کی روش ہی کچھ ایسی ہے
یہاں لوگ بہت جلد بدل جاتے ہیں

مصائب سے وہ کبھی نہیں گھبراتے
جو درد کے سانچے میں ڈھل جاتے ہیں

خدا کی مخلوق سے ہم کبھی نفرت نہیں کرتے
منافق کو کسی حال میں برداشت نہیں کرتے

ایک گال پہ کوئی مارے دوسرا پیش نہیں کرتے
وہ ہم نہیں جو ظلم کے خلاف بغاوت نہیں کرتے

جس معاشرے کے ٹھیکدار کے کئی چہرے ہوں
ایسے کم ظرف سے ملنے کی حسرت نہیں کرتے

جو خود گمراہی کے اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں
وہ دُور کسی کی زیست سے ظلمت نہیں کرتے

نئے دور کی گندی سیاست کے جو گندے انڈے ہیں
کیا ان کے ضمیر بھی انہیں ملامت نہیں کرتے

عید کا تہوار ہے چلے آؤ
تمہارا انتظار ہے چلے آؤ

میری آنکھیں ترستی ہیں
دل بے قرار ہے چلے آؤ

تم سے کیا کہوں کیا حال
تمہارے بغیر ہے چلے آؤ

ساون آیا تم نہیں آئے
رم جھم کی پھوار ہے چلے آؤ

میرے گلشن میں بہار ہے
موسم خوشگوار ہے چلے آؤ

اُس کے ہجر میں میرا یہ حال تھا
آنکھوں میں اشک دل میں ملال تھا

اس کی خوشیاں پورے عروج پہ تھیں
میری زیست میں غموں کا زوال تھا

اسے مل کر بھی یہ نہ سمجھ سکا
وہ اُس کا ہجر تھا یا وصال تھا

بڑی مدت بعد جب وہ ملا مجھ سے
اس دن میرے لیے نیا سال تھا

اس کا نقش نہ ذہن سے مٹ سکا
نہ جانے کیا اس میں ایسا کمال تھا

جس کا پیار لہو کی طرح رگوں میں ہے
وہی شخص میرے خاص محسنوں میں ہے

جو چہرے پہ مسکان سجائے رکھتے ہیں
کون جانے کتنا درد ان کے دلوں میں ہے

کڑے وقت میں یہ کبھی کام نہیں آتے
یہ بات نئے دور کے دوستوں میں ہے

ہم اپنے گریبان میں کبھی جھانکتے نہیں
ہماری نظر میں ہر عیب دوسروں میں ہے

رات بیت جاتی ہے درد سے روتے روتے
اتنا درد جدائی کے زخموں میں ہے

ہم جنہیں اپنی زندگانی سمجھتے ہیں
وہ میرے آنسوؤں کو پانی سمجھتے ہیں

ایسے دوستوں سے بات کرنے کا کیا فائدہ
جو ہر بات کو جھوٹی کہانی سمجھتے ہیں

وہ میری شاعری پہ تبصرہ کر دیتے ہیں
ان کے خلوص کو مہربانی سمجھتے ہیں

کسی کے پیار میں گر آنسو بھی ملیں اصغؔر
دیوانے اسے الفت کی نشانی سمجھتے ہیں

......☆......

جاتے ہوئے نظریں مجھ سے جو ملا گیا
میں سنبھل نہ سکا میرے ہوش وہ اڑا گیا

اس چہرے کے سوا مجھے کچھ یاد نہیں
ہر شے میرے ذہن سے وہ شخص بھلا گیا

میری آنکھیں اب سونے کا نام نہیں لیتیں
لگتا ہے ان کی نیندیں بھی وہ چرا گیا

وہ مہمان میرے گھر ٹھہرا نہیں تو کیا ہوا
اصغؔر کو اپنی ایک جھلک تو دکھا گیا

......☆......

آج رات کا منظر کتنا سہانا ہے
اپنے ساتھ تیری چاہ کا خزانہ ہے

زمیں پہ ہی رات بسر کر لیں گے
کسی کا در نہ ہم نے کھٹکھٹانا ہے

حسرت ہے اسے ایک نظر دیکھیں
یہ سب تو اسے دیکھنے کا بہانہ ہے

اسے دیکھ کر میرا دل کہنے لگا
اس در کے سوا کہیں اور نہ جانا ہے

......☆......

نظر کی تلوار چل گئی ہے
میرے دل کو کچل گئی ہے

اس آگ کو کون بجھائے گا
جو جگر میں جل گئی ہے

یہ بات گمان میں نہ تھی
جتنی جلد وہ بدل گئی ہے

دکھوں کی حدت میں اصغؔر
میری ہر خواہش جل گئی ہے

......☆......

وہ میرے پیار کی شان ہیں وہ نہیں جانتے
وہ میرے دل کا ارمان ہیں وہ نہیں جانتے

گو پتھر کے صنم سے ہم پیار کرتے ہیں
حقیقت میں مسلمان ہیں وہ نہیں جانتے

اسے علم نہیں کہ ہم اسے کتنا چاہتے ہیں
ہم ان کے قدر دان ہیں وہ نہیں جانتے

آئے تھے اپنے سخن کا سکہ جمانے
ہم صاحب دیوان ہیں وہ نہیں جانتے

......☆......

میں اس طرح خوشیوں سے دامن بھر لیتا ہوں
جس سے طبیعت مل جائے اسے پیار کر لیتا ہوں

میری کسی بات سے اسے ٹھیس نہ پہنچے
اس کی ہر خطا کا الزام اپنے سر لیتا ہوں

وہ مجھ سے روٹھے ہوئے ہیں تو کیا
میں کسی اور کا نام نہ مگر لیتا ہوں

سینے میں جو تصویرِ یار بسی ہے
اس سے اپنے یار کی خبر لیتا ہوں

......☆......

ہم جس کسی سے سچا پیار جتاتے ہیں
وہی کہتا ہے آپ سب سے چکر چلاتے ہیں

جن دوستوں کے راز ہم لب پہ نہ لاتے
وہی یار ہمارے خلاف افواہیں اڑاتے ہیں

تم ہمیں اور ہم تمہیں پرانے جانتے ہیں
پھر آپ ہم سے کیوں شرماتے ہیں

نہ جانے کیوں سب دور بھاگتے ہیں
چل اصغؔر علاجِ غمِ دل کراتے ہیں

......☆......

خود کو کیسی مصیبت میں پھنسا بیٹھے ہیں
ایک پیاری صورت کو دل میں بسا بیٹھے ہیں

اپنے آپ کو ایسی الجھن میں نہ پھنسانا تھا
وہ اپنی پیار بھری باتوں میں الجھا بیٹھے ہیں

ہم نے تو اپنا سمجھ کر انہیں دل دیا تھا
وہ اس میں اپنے سپنوں کا محل بنا بیٹھے ہیں

ان کے صحن میں پتھر کسی اور نے پھینکا
وہ بے چارے اصغرؔ کو مجرم ٹھہرا بیٹھے ہیں

......☆......

وہ میری اور باتوں کی تائید کرتا ہے
میرے اشعار پہ ہر روز تنقید کرتا ہے

میرے جیسے قدیم زمانے کے آدمی سے
آج کل باتیں وہ بڑی جدید کرتا ہے

اس کی جدائی کے غم میں یہ حالت ہے
اب عید کے دن بھی نہ اصغرؔ عید کرتا ہے

ایک دن اس کا شک دور ہو جائے گا
اصغرؔ کا دل اس بات کی امید کرتا ہے

......☆......

تیرے بن اداس رہتا ہے دل
تیرے بن میں ہوں نامکمل

تیرے پیار کے ملنے کے بعد
مجھ کو ملے گی میری منزل

سینے پہ اک بوجھ سا رہتا ہے
جیسے کسی نے رکھ دی غموں کی سل

وہ زندگی کا کتنا حسیں سفر ہو گا
جس میں تو بھی ہو گی شامل

......☆......

وہ کچھ ایسی چل گیا ہے چال
ہمارا جینا کر گیا ہے وہ محال

جب کبھی سنتا ہو گا میرا حال
اسے بھی ہوتا تو ہو گا ملال

ہمیں رہتا ہے جس کا خیال
وہ کبھی کرتا نہیں فون کال

خط میں جب لکھتا ہوں حال
وہ الماری میں دیتا ہے سنبھال

......☆......

کیا بتاؤں آج کیوں میں خاموش بیٹھا ہوں
پرانی یادوں کو کرکے فراموش بیٹھا ہوں

مجھے کسی کے آنے کا انتظار بھی نہیں
حسب معمول پھر ہمہ تن گوش بیٹھا ہوں

اس کی تصویر سے باتیں کرتے شب گزری
اب انہی کے نشے میں مدہوش بیٹھا ہوں

تیرے شہر میں اصغؔر کو کہیں پناہ نہ ملی
سڑک کنارے صورت خانہ بدوش بیٹھا ہوں

......☆......

آپ لوگ جانتے ہیں ہم آدمی بڑے نامور ہیں
کسی دل میں جگہ نہ ملی ابھی تک بے گھر ہیں

نہ جانے میں آپ کے احسان کیسے چکاؤں گا
آپ کے بہت سے قرض جو اصغؔر کے سر ہیں

انہیں گلہ ہے میں نے کوئی نامہ نہیں بھیجا
انہیں کیا خبر میرے شہر میں کبوتر نہ نامہ بر ہیں

جس کا تخیل ہی اس سے دور بھاگتا رہتا ہے
اصغؔر جی کچھ ایسے بدنصیب سخنور ہیں

......☆......

سات سمندر پار بیٹھا تڑپاتا ہے وہ
میرے من کی پیاس نہ بجھاتا ہے وہ

نظموں سے سوئے جذبات جگاتا ہے
مگر آنکھوں کی تشنگی نہ بجھاتا ہے وہ

مجھے کسی اور کا وہ ہونے نہیں دیتا
دور بیٹھے دل پہ قبضہ جماتا ہے وہ

نہ مجھے اپنے پاس آنے دیتا ہے
اور نہ میرے شہر میں آتا ہے وہ

......☆......

اپنے تخیل سے ہر روز نیا دوست بنا لیتا ہوں
کیسی گزر رہی ہے زندگی اسے سنا لیتا ہوں

جس دن میرے تصور میں کوئی نہیں آتا
گھر کی دیواروں کو دکھڑے سنا لیتا ہوں

اب زندگی کا یہی معمول بن چکا ہے
اسی طرح اپنے دل کو بہلا لیتا ہوں

اپنے دل کی طرح بڑا معصوم ہوں
بڑی آسانی سے دھوکہ کھا لیتا ہوں

......☆......

ہم کیا گلہ کریں تیرے شہر والوں کا
جو پوچھتے نہیں حال خستہ حالوں کا

میں تنہائی میں بھی تنہا نہیں ہوتا
تم سے جڑا رہتا ہے سلسلہ خیالوں کا

وہ کبھی میرا ہمسفر ہو نہیں سکتا
میں اندھیرا وہ متلاشی اجالوں کا

انا کی خاطر آج وہ بھی روٹھ گیا
جو اصغرؔ کا یار تھا کئی سالوں کا

......☆......

غم کی تاریک رات میں خوشی کے چراغ جلاتا ہوں
شب بھر میں بھی ان چراغوں کی طرح جلتا ہوں

مجھے بھولنے والے اتنا تو بتا دے
کیا میں کبھی تجھ کو یاد آتا ہوں

میرے پیار میں کچھ اتنی گہرائی ہے جاناں
اپنی محبت سے میں پتھر کو ہیرا بناتا ہوں

اپنے خوابوں کی رانی کو میں کتنا چاہتا ہوں
شرم کے مارے یہ بات اسے کہہ نہ پاتا ہوں

......☆......

محبت کے زخم کھانے کی تاب رکھتا ہوں
دامن میں صبر کے گوہر نایاب رکھتا ہوں

دعاؤں میں اگر اثر ہوا تو پورے ہوں گے
اپنی آنکھوں میں جو خواب رکھتا ہوں

میں نے زندگی سے جینے کا فلسفہ سیکھا
اب لوگوں کی ہر بات کا جواب رکھتا ہوں

کس سے نفرت اور کس سے محبت ملی
ان سب باتوں کا میں حساب رکھتا ہوں

......☆......

میرے دل میں تو سدا بستی رہے
میں روتا رہوں اور تو ہنستی رہے

ہر جانب میرے پیار کی ہریالی ہو
ہری بھری تیرے دل کی بستی رہے

تیری زندگی میں غم نہ آنے پائے
تیرے ساتھ میرے پیار کی مستی رہے

تیرا دامن مسرتوں سے بھرا رہے
مجھ سے بے شک خوشی بھاگتی رہے

......☆......

زندگی کا کوئی لمحہ خوشگوار نہیں ملا
خزاں کا راج رہا سدا موسم بہار نہیں ملا

جو میرے دل پہ اپنا نقش چھوڑ جاتا
ابھی تک مجھے کوئی ایسا یار نہیں ملا

آستینوں کے سانپ تو بہت ملتے رہے
دنیا میں کوئی صاحبِ کردار نہیں ملا

ہم ہر کسی کا غم بانٹتے رہے سدا
لیکن ہمیں کسی کا پیار نہیں ملا

......☆......

اس کے لب ہیں یا مئے کے پیالے ہیں
جنہوں نے کئی دیوانے مار ڈالے ہیں

انجانے میں ان سے ربط بڑھا بیٹھے
اپنے بھی ستارے غروب ہونے والے ہیں

شاید اسے میری حالت پہ رحم آجائے
کہ ہم سچے دل سے اسے چاہنے والے ہیں

اپنی بدنصیبی کا کسی سے کیا گلہ اصغؔر
یہ سب وبال ہم نے خود ہی پالے ہیں

......☆......

ہم ان کے اور وہ ہمارے نہیں رہے
اب ہم انہیں شاید پیارے نہیں رہے

ایک ایک کرکے بچھڑے ہیں سب
دنیا میں پرانے یار ہمارے نہیں رہے

حافظہ کمزور آنکھوں کی بینائی کم
آنکھوں کے پہلے سے اشارے نہیں رہے

آخر خوشیوں کو ہمارا پتہ بھی مل گیا
اب اصغر جی درد کے مارے نہیں رہے

......☆......

امیروں کے پاس پیسہ ہی پیسہ ہے
مگر غریب بے چارہ بھوکا پیاسا ہے

مفلس سے یہ کیسی نا انصافی ہے
یا ہماری قوم کا مقدر ہی ایسا ہے

ہم اپنے ربّ کی رضا پہ راضی ہیں
ہمارا حال بھی تمہارے جیسا ہے

میرے بارے لوگ بہت کچھ کہتے ہیں
مگر تیرا یار اصؔغر نہ ایسا ویسا ہے

......☆......

کسی کو سدا کے لیے اپنا بنا کر دیکھ
آنکھوں کے سمندر میں غوطہ لگا کر دیکھ

زندگی میں خوشیاں پھر لوٹ آئیں گی
کسی دل میں خود کو بسا کر دیکھ

جو پیار کے بڑے دعوے کرتا رہتا ہے
بھید کھل جائے گا ایک بار آزما کر دیکھ

اصؔغر کو بھولنا بڑا ناممکن ہے جاناں
چل آج اسے اپنے دل سے بھلا کر دیکھ

......☆......

اپنا ہو کر بھی بیگانہ لگتا ہے
مجھے میرا دل دیوانہ لگتا ہے

میرا دل جب خوش ہوتا ہے
پھر زندگی کا ہر پل سہانا لگتا ہے

اس دل میں جس کا گھر ہے
وہ میرے جینے کا بہانہ لگتا ہے

اصغؔر مفلس کے حصے میں کیسے آ گیا
جس دل کا انداز شاہانہ لگتا ہے

......☆......

آج کل کچھ ایسے حال میں ہم ہیں
دامن میں ساری دنیا کے غم ہیں

دل ہے کہ روتا ہی رہتا ہے
ساتھ آنکھیں بھی پرنم ہیں

تنہائی کا کوئی ساتھی نہیں
ویسے میرے بہت اہل کرم ہیں

غم کی برسات تھمنے نہیں پاتی
زمین آسماں دونوں برہم ہیں

......☆......

صرف تیری خاطر اے یار میں لکھتا ہوں
خون جگر سے جو اشعار میں لکھتا ہوں

کئی بار کچھ لکھنے کا ارادہ تو نہیں ہوتا
تیری چاہ میں ہو کر بے قرار میں لکھتا ہوں

میں ان میں ہر طرح کے رنگ بھرتا ہوں
کیا کہوں کیسے یہ شاہکار میں لکھتا ہوں

اصؔغر کی طرح یہ سب بھی دُکھی ہیں
اپنی نظموں کے کردار جو میں لکھتا ہوں

......☆......

اس بات کے گواہ ہیں تیرے شہر کے لوگ
وہ تمہی ہو جس نے لگایا پیار کا روگ

جو سانحہ ہونا تھا وہ آخر ہو کر رہا
اب کس بات کا ہم لوگ منائیں سوگ

تیرا پیار اگر مجھ کو مل نہ سکا
رانجھے کی طرح اپنا لیں گے جوگ

تم اصغؔر کی زندگی میں کیا آئے
دشمن ہو گئے ہیں سب لوگ

......☆......

کسی کی الفت میں غم کے صحرا ملے
ان سے سنبھلے تو اشکوں کے دریا ملے

تجھ پہ محبت کی حقیقت عیاں ہو جائے
جو تجھے کسی کے ہجر کی سزا ملے

ہم تو تیرے گھر کے فقیر تھے جانم
کب چاہا تھا کہ گھر کوئی دوسرا ملے

......☆......

وہ مجھ سے صبح و شام پوچھتے ہیں
ستارے مجھ سے تیرا نام پوچھتے ہیں

پہلے کانوں میں سر گوشی کرتے تھے
اب تو یہ بات وہ سر عام پوچھتے ہیں

پہلے تو صرف ستارے پوچھتے تھے
اب شہر کے لوگ تمام پوچھتے ہیں

......☆......